سلسلہ
مواعظ حسنہ نمبر ۸

# حقوق النساء

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر
کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲
کراچی نمبر ۷۴۸۱۱۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# حرفِ آغاز

جنوبی افریقہ کے بعض احباب خصوصی کی دعوت پر اس سال جنوری سن [illegible]ء میں مُرشدی حضرت اقدس مولانا محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کا سفر جنوبی افریقہ کا ہوا سفر کے آغاز میں پہلے عمرہ ادا فرمایا اور سعودی عرب میں پندرہ دن قیام رہا اور وہاں سفر کے داعی و منتظم مولانا حسین بھیات صاحب جنوبی افریقہ سے ہمراہی کے لئے تشریف لائے۔

چنانچہ ۲۷ر جنوری سن [illegible]ء بروز ہفتہ حضرت والا مع راقم الحروف اور مولانا حسین بھیات کے جنوبی افریقہ پہنچے۔

اسی دن رات کو بعد نمازِ عشا مولانا حسین بھیات صاحب کے مکان واقع لینیشیا (LENASIA) میں بہت سے اہلِ علم حضرات ملاقات کے لئے جمع ہو گئے اور حضرت اقدس دامت برکاتہم حسبِ عادت شریفہ ارشادات سے مستفید فرمانے لگے۔ دورانِ گفتگو بیویوں کے حقوق پر تقریباً ایک گھنٹہ بیان فرمایا۔ بعد میں حاضرین کرام نے فرمایا کہ ہم کو بہت نفع ہوا۔ مجلس برخاست ہونے کے بعد ایک عالم نے فرمایا کہ حضرت آپ نے یہاں کے لوگوں کی دکھتی ہوئی رگ پر ہاتھ رکھا ہے جو اکثر اس مرض میں مبتلا ہیں اور بیویوں کے حقوق میں بہت کوتاہی کرتے ہیں اور خواہش ظاہر کی کہ یہ بیان دوبارہ کسی مجمع میں ہونا چاہیے تاکہ نفع عام ہو اور یہ باتیں سب کے

کانوں میں پہنچ جائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت نفع کی توقع ہے۔

اگلے دن بھی بہت سے حضرات نے یہ فرمائش کی کہ یہ بیان کسی مسجد میں بڑے مجمع کے سامنے ہونا چاہیے اور بہت سے اہلِ علم حضرات نے جو رات کی مجلس میں حاضر تھے کہا کہ رات کے بیان سے ہماری آنکھیں کھل گئیں اور ہم نے اپنی بیویوں سے معافی مانگی ہے اور ان کے ساتھ حُسنِ سلوک شروع کر دیا ہے۔

چنانچہ اعلان شدہ نظم کے مطابق ۳۰ جنوری بروز منگل بعد نمازِ عشاء مسجد آزادویل میں بیان تجویز تھا حضرت والا دامت برکاتہم نے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ مخلوقِ خدا پر رحم اور ان کو ایذا نہ پہنچانا اور بیویوں کے ساتھ حسنِ سلوک پر بیان فرمایا جو إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا کا مصداق اور ایسا پُر درد اور اثر آفریں تھا کہ خواص و عوام سب اشکبار تھے۔ عجیب منظر تھا کہ حضرت اقدس کی زبانِ عشق، درد میں ڈوبا ہوا کلام اور اشکبار آنکھیں لوگوں کو تڑپا رہی تھیں اور یوں معلوم ہو رہا تھا کہ دلوں کی زمین سخت پیاس میں آبِ ہدایت کو جذب کر رہی ہے۔

اُف کلیجے منہ کو آتے ہیں تری آواز سے
کس قیامت کی تڑپ اُف تیرے افسانے میں ہے (جامع)

قالِ تو پیدا شود از حالِ تو
حالِ تو شاہد بود بر قالِ تو (جامع)

اور محسوس ہو رہا تھا کہ عالمِ غیب سے مضامین وارد ہو رہے ہیں الفاظ و معانی کے سرِ بہر جام و مینا کے ساتھ ؎

جنت کی مے پیے ہوئے ساقی تھا مست جام
ساغر تھا، دور مے تھا مقابل میں ہم بھی تھے (جامع)

اور احقر جامع کو اس وقت حضرت والا کے یہ اشعار یاد آ رہے تھے جو حضرت

والا نے اہلِ دل، اہلِ عشق کے لئے فرماتے ہیں ؂

درِ رازِ شریعت کھولتی ہے
زبانِ عشق جب کچھ بولتی ہے
خرد ہے محوِ حیرت اس زباں سے
بیاں کرتی ہے جو آہ و فغاں سے
جو لفظوں سے ہوئے ظاہر معانی
وہ پا سکتے نہیں دردِ نہانی
لغت تعبیر کرتی ہے معانی
محبت دل کی کہتی ہے کہانی
کہاں پاؤ گے صدر و بازغہ میں
نہاں جو غم ہے دل کے حاشیہ میں
مگر دولت یہ ملتی ہے کہاں سے
بتاؤں میں ملے گی یہ جہاں سے
یہ ملتی ہے خدا کے عاشقوں سے
دعاؤں سے اور ان کی صحبتوں سے

اگلے دن بہت سے حضرات نے بیان کیا کہ حضرت کے وعظ سے ہم پر منکشف ہوا کہ اپنی بیویوں کے معاملہ میں ہم ظالم تھے۔ چنانچہ واپسی پر ہم نے رات ہی کو اپنی بیویوں سے معافی مانگی اور عہد کیا کہ آئندہ ان پر کبھی زیادتی نہ کریں گے۔ ایک دارالعلوم کے مہتمم صاحب نے فون پر حضرت والا کو بتایا کہ وعظ سن کر جب میں گھر گیا تو اپنی اہلیہ سے کہا کہ آج تک آپ کے حقوق میں جو مجھ سے کوتاہیاں ہوئی ہوں ان کو اللہ کے لئے معاف کر دو اور جیب میں جو کچھ پیسہ

تھا ان کو دے دیا اور وعدہ کیا کہ آئندہ ہر ماہ کچھ رقم الگ سے جیب خرچ کے لئے دے دیا کروں گا جس کا کوئی حساب نہ لوں گا۔ انہوں نے فرمایا کہ بیوی کا یہ حق جو حکیم الامت نے بیان فرمایا ہے کہ بیوی کو کچھ رقم ہر ماہ جیب خرچ دے دو جس کا اس سے پھر کچھ حساب نہ لو اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے بہت اہم چیز کی طرف توجہ دلائی بیوی کے حقوق کے بارے میں ہم لوگوں کو عظیم تنبیہ ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔ اسی طرح بہت سے اور علماء نے بھی اسی قسم کے تاثرات کا اظہار فرمایا۔

کچھ عرصہ بعد اسی سلسلہ میں ایک دلچسپ واقعہ بھی سننے میں آیا کہ ایک صاحب جو اپنی بیوی کو بہت ستایا کرتے تھے اس بار جب کسی سفر پر جانے لگے تو اہلیہ سے کہا کہ میں نے آج تک جو تم پر ظلم کئے ہیں اس کی معافی چاہتا ہوں۔ میرا کہا سنا معاف کر دینا تو وہ بے چاری گھبرا گئی اور مہتمم دارالعلوم آزاد ول مولانا عبدالحمید صاحب کی اہلیہ کو فون کیا کہ آج نہ معلوم کیا بات ہے کہ میرے شوہر مجھ سے معافی مانگ کر گئے ہیں جب کہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔ مجھے خوف ہو رہا ہے کہ شاید انہیں کشف ہو گیا کہ ان کی موت کا وقت قریب ہے اور اب کبھی واپس نہیں آئیں گے اس لئے معاف کرا کے گئے ہیں۔ تو مہتمم صاحب کی اہلیہ نے اس کو تسلی دی کہ ایسی کوئی بات نہیں۔ ہمارے ملک میں آج کل ایک مولانا صاحب آئے ہوئے ہیں جو بیویوں کے حقوق بیان کر رہے ہیں۔ تمہارے شوہر نے بھی ان کا وعظ سنا ہو گا۔ یہ اسی کا اثر ہے۔

چند ماہ قبل مولانا حنیف صاحب اور مولانا ہارون صاحب جنوبی افریقہ سے کراچی خانقاہ میں کچھ عرصہ کے لئے تشریف لائے اور ان حضرات نے بتایا کہ حضرت کے بیان سے جنوبی افریقہ کے اکثر احباب نے بیویوں کے حقوق میں بہت

کریمانہ اور مشفقانہ برتاؤ شروع کر دیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

وعظ کی نافعیت کے پیش نظر کیسٹ سے نقل کر کے ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے اور اس کے مسودہ کو از ابتداء تا انتہاء حضرت والا نے خود مطالعہ بھی فرمالیا ہے اور اس کا نام "حقوق النساء" تجویز کیا گیا۔ حق تعالیٰ شرف قبول عطا فرمادیں اور اُمتِ مسلمہ کے لئے نافع فرمادیں اور حضرت مؤلف دامت برکاتہم اور مرتب ومعاونین کے لئے صدقۂ جاریہ اور ذخیرۂ آخرت بنادیں۔ آمین یارب العالمین بحرمۃ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ؕ

جامع و مرتب

یکے از خدام حضرت اقدس مولانا حکیم محمد اختر صاحب
دامت فیوضہم

جفائیں سہہ کر دعائیں دینا یہی تھا مجبور دل کا شیوہ
زمانہ گذرا اسی طرح سے تمہارے در پہ دلِ حزیں کا
نہیں خبر تھی مجھے یہ اخترؔ کہ رنگ لائے گا خوں ہمارا
جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

# حُقُوقُ النِّسَاء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْاَۃُ کَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَھَا کَسَرْتَھَا وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِھَا اسْتَمْتَعْتَ بِھَا وَفِیْھَا عِوَجٌ

(بخاری ص۷۷۹ ج ۲)

معزز حاضرین اور علماء کرام وطلباء کرام اور محترم سامعین حضرات! میں کوشش کروں گا کہ آسان اُردو میں آپ کے سامنے اپنی بات پیش کروں اور مجھے اُمید ہے کہ آپ حضرات اُردو سمجھ لیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس وقت ایک بہت اہم مضمون پیش کررہا ہوں جس میں ہم لوگوں سے بہت سی کوتاہیاں ہوتی رہتی ہیں چاہے وہ پیر ہو، عالم ہو، تاجر ہو جاہل ہو یہ مضمون جو میں پیش کروں گا ہر طبقہ کے لئے نہایت ضروری مضمون ہے اور وہ مضمون کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا۔

حضرت علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے بخاری کی شرح عمدۃ القاری

لکھی ہے۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ابرار کی تفسیر میں نقل فرماتے ہیں۔ یہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایسے تابعی ہیں جنہوں نے ایک سو بیس صحابہ کی زیارت کی ہے۔ محدثین لکھتے ہیں

اِنَّ الْحَسَنَ الْبَصْرِیْ قَدْ رَاٰی مِائَۃً وَ عِشْرِیْنَ صَحَابِیًا

ایک سو بیس صحابہ سے ملاقات کرنے والے یہ تابعی خواجہ حسن بصری جب پیدا ہوئے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی سنتِ تحنیک ادا فرمائی تھی اور سنتِ تحنیک کیا ہے؟ جب بچہ پیدا ہو تو خاندان کا کوئی نیک آدمی شہد یا کھجور کھا کر اس کا تھوڑا سا لعاب بچے کے منہ میں ڈال دے۔ اس سنت کا نام سنتِ تحنیک ہے۔ یہ سنتِ تحنیک خلیفۃ المسلمین امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادا کی۔ صحابہ میں سب سے پہلے جس کو امیر المومنین کا لقب ملا ہے وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، جن کے اسلام لانے سے آسمانوں پر خوشیاں منائی گئیں اور یہ شرف ملا کہ جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اِسْتَبْشَرَ اَھْلُ السَّمَآءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ (ابن ماجہ صلا) آج عمر کے اسلام لانے سے آسمان پر فرشتے خوشیاں منا رہے ہیں۔ آپ سوچئے کہ کیا درجہ تھا ان حضرات کا کہ جن کے اسلام لانے سے، کلمہ پڑھنے سے آسمانوں پر فرشتوں نے خوشیاں منائیں اور یہ خبر دینے والے حضرت جبرئیل علیہ السلام اس وقت ایک آیت لے کر نازل ہوئے وہ آیت کیا تھی؟ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (پارہ ۱۰ سورہ انفال)

اے نبی آپ کے لئے اللہ کافی ہے اور آپ کے تابعدار اور غلام یہ مومنین بھی آپ کے لئے کافی ہیں۔ اس سے پہلے یہ آیت نازل نہیں ہوئی حالانکہ چالیس آدمی ایمان لا چکے تھے۔ ان کے ایمان لانے کے بعد یہ آیت نازل ہوئی اس کی

شان نزول حضرت عمر ہیں یعنی ان کا اسلام لانا اس آیت کے نزول کا سبب ہوا کہ اے نبی اللہ آپ کے لئے کافی ہے اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا بہادر اور طاقتور صحابی آپ کو دیا جا رہا ہے ایسے تابعدار مومنین بھی آپ کے لئے کافی ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

يَآيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ کو کیوں عطف کیا گیا یعنی اللہ تعالیٰ کی کفایت کے باوجود ایمان والوں کی کفایت یعنی کافی ہونے کا تذکرہ کیوں کیا گیا۔ جس کے لئے اللہ کافی ہو جائے تو اللہ کے کافی ہوتے ہوئے پھر مومنین کی کفایت کی کیا ضرورت تھی؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان دکھائی تھی کہ ان کے آتے ہی کعبہ میں اذان ہوئی اور جماعت سے نماز ادا کی گئی۔ ان کے ایمان لاتے ہی صحابہ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا یہاں تک کہ کعبہ تک تکبیر کی آواز پہنچ گئی۔ اور آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جب ہم حق پر ہیں تو ہم خفیہ نماز کیوں ادا کریں لہٰذا دو صفیں بنائیں۔ ایک صف میں سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رکھا، ایک صف میں خود ہوئے اور بیچ میں شمع نبوت کو رکھا اور یہ دو صفوں کے ساتھ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر کعبۃ اللہ میں آئے اور نماز ادا کی اور اسلام کو سربلند کر دیا۔ كان الاسلام قبل اسلام عمر في غاية الخفاء وبعده على غاية الجلاء اسلام پہلے جتنا پوشیدہ تھا ان کے ایمان لانے کے بعد اتنا ہی واضح ہو گیا۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کفایت کے ساتھ مومنین کی کفایت کو اس لئے فرمایا کہ کفایت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک حقیقی کفایت ہے کہ اصل میں تو اللہ ہی بندہ کے لئے کافی ہے لیکن ایک کفایت ظاہری بھی ہوتی ہے فوج و لشکر کی طاقت بھی ہوتی ہے تاکہ ظاہری طور پر

بھی دشمنوں پر رُعب جم جائے۔ یہ نزل کیوں ہے کہ دوڑ کر چلو؟ کافروں پر رعب جمانے کے لئے ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نبی اصل کافی تو آپ کے لئے اللہ ہی ہے لیکن حضرت عمر جیسا بہادر صحابی اور دوسرے جاں نثار صحابہ آپ کو دے رہا ہوں تاکہ ظاہری طور پر بھی دشمنوں پر رعب جم جائے۔ معلوم ہوا کہ اسبابِ ظاہرہ بھی نعمت ہیں۔ اپنے دوستوں کی تعداد پر شکر ادا کیجئے۔ اگر آپ مہتمم ہیں کسی ادارہ کے مدیر ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو دینی خدمت میں مدد کرنے والے دے رہے ہیں تو آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کیونکہ یہ کفایتِ ظاہرہ میں سے ہیں۔ کفایتِ حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی بندہ کے لئے کافی ہے مگر ظاہری اسباب بھی ایک نعمت ہیں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد اسلام کو کس قدر ترقی ہوئی۔

تو حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی تحنیک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی تھی۔ کیا خوش نصیب بچہ ہے یہ کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لعابِ دہن جس کے سینہ میں اُتر گیا ہو اس کے علم و فضل کا کیا عالم ہوگا اور ان کی ماں اُمّ المومنین حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں نوکری کرتی تھیں جھاڑو لگاتی تھیں سودا لاتی تھیں۔ سُبحان اللہ! کیا مُبارک بچہ ہے یہ کہ جس کی ماں کو نبوت کے خاندان میں، نبی کے گھرانہ میں نوکری مل جائے۔ حضرت خواجہ حسن بصری جب رونے لگتے تھے اور ان کی ماں وہاں موجود نہ ہوتی تھیں تو حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنا دودھ پلا دیتی تھیں۔ محدثین نے لکھا ہے کہ یا تو ایسے ہی بہلانے کے لئے چھاتی منہ میں دے دیتی تھیں جس سے بچے بہل جاتے ہیں یا پھر کرامت کے طور پر دودھ نکل آتا تھا۔ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ابرار آگے آ رہی ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ (بخاری صفحہ ۱)

کامل اور پکا مسلمان، اللہ کا بہت پیارا مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان سے اور اس کے ہاتھ سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے یہاں پر علامہ بدرالدین عینیؒ نے ایک علمی اشکال قائم کیا ہے کہ کیا پاؤں سے مارنے کی اجازت ہے کیونکہ حدیث میں صرف یہ فرمایا گیا ہے کہ زبان سے تکلیف نہ دو اور ہاتھ سے تکلیف نہ دو۔ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ جو اعضاء تکلیف پہنچانے میں کثرت سے استعمال ہوتے ہیں وہ صرف دو ہیں، زبان اور ہاتھ۔ لات کی نوبت تو بہت کم آتی ہے۔ تو جب کثیر الاستعمال زیادہ استعمال ہونے والے اعضاء کو تکلیف پہنچانے سے حفاظت کی مشق ہو جائے گی تو پاؤں سے مارنے کی تو بہت کم نوبت آتی ہے۔ اس کا قابو میں کرنا تو بہت آسان ہو جائے گا۔

ایک ہندو نے حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب سے پوچھا تھا کہ مسلمان وہ ہے کہ جس کی ایذا رسانی سے صرف مسلمان بچے رہیں تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ غیر مسلم یعنی ہندوؤں اور کافروں کو خوب ایذا پہنچائی جائے۔ حضرت نے فرمایا کہ نہیں، چونکہ مسلمان کا واسطہ کثرت سے مسلمانوں ہی سے پڑتا ہے تو جب اکثر آپس میں ساتھ رہنے والے اپنے رہن سہن میں ایک دوسرے کو اذیت سے بچالیں گے تو ہندوؤں سے ملاقات اور لین دین تو کبھی کبھی ہوتا ہے ان کو بدرجۂ اولیٰ مسلمانوں سے سلامتی رہے گی۔ جیسے دو برتن جو ساتھ رہتے ہیں جب ان میں کھٹ پٹ نہیں ہوتی تو جو برتن دور رہتے ہیں ان سے کیسے لڑائی ہوگی البتہ حالتِ جہاد مستثنیٰ ہے۔ لیکن عام حالات میں جب غیر مسلم صلح کریں یا مسلمانوں کو نہ ستائیں تو بدرجۂ اولیٰ مسلمانوں کے زبان و ہاتھ سے امن میں رہیں گے کیونکہ ان سے زیادہ معاملہ نہیں پڑتا۔ یہ جواب شیخ نے دیا جو مجھ سے نقل فرمایا۔

ایک علمی اشکال علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اور فرمایا کہ یہ بتائیے کہ کیا زبان سے

کوئی تکلیف دے سکتا ہے۔ زبان میں ہڈی بھی نہیں، گوشت کا ایک نرم سا ٹکڑا ہے۔ زبان سے اگر کوئی کسی کو مارے تو کیا چوٹ لگے گی یا زبان کے الفاظ سے تکلیف ہوتی ہے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں نہیں فرمایا

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لَفَاظِ لِسَانِہٖ

یعنی مسلمان وہ ہے جس کی زبان کے الفاظ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ اس اشکال کا جواب دیتے ہیں کہ نہیں، بعض وقت بغیر الفاظ کے بھی زبان سے لوگ تکلیف دیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم نبوت کو کمال بلاغت دیا گیا تھا اس لئے آپ نے مِنْ اَلْفَاظِ لِسَانِہٖ نہیں فرمایا تاکہ اس حدیث میں وہ لوگ بھی شامل ہو جائیں مَنْ اَخْرَجَ لِسَانَہٗ اِسْتِہْزَاءً جو کسی کا مذاق اڑانے کے لئے زبان کو نکال کر ہلا دیتے ہیں۔ اس وقت وہ شخص زبان سے بالکل کوئی الفاظ نہیں نکالتا۔ صرف زبان کو نکالا اور چڑانے کے لئے ذرا سا ہلا کر بھاگ گیا۔ اکثر بچے ایسا کرتے رہتے ہیں جب دیکھتے ہیں کہ پٹائی ہو رہی ہے اور بدلہ نہیں لے سکتے تو ایسا کر کے بھاگ جاتے ہیں۔ کبھی بعضے بڑے بھی کر جاتے ہیں کہ زبان کو باہر نکالا اور دائیں بائیں کو ہلا دیا۔ اور اس طرح مذاق اڑا دیتے ہیں اور کچھ نہیں بولتے۔

دیکھئے کلام نبوت کی کیا بلاغت ہے

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ فرمایا کہ اس میں وہ لوگ بھی داخل ہو گئے جو صرف زبان سے تکلیف پہنچا دیتے ہیں اگرچہ کوئی لفظ زبان سے نہیں نکالتے۔ اگر مِنْ اَلْفَاظِ لِسَانِہٖ ہوتا تو زبان سے تکلیف پہنچانے والے اس حدیث میں شامل نہ ہوتے۔ یہ کلام نبوت کی بلاغت کا اعجاز ہے۔

تو یہ عرض کر رہا تھا کہ ایذا رساں کون لوگ ہیں۔ دیکھئے دو ہی تو ہیں ایک ہمارا

دوسری فجّار۔

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ (پارہ ۳۰ سورہ انفطار)

نیک بندے جنت میں عیش کریں گے۔

وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ (پارہ ۳۰ سورہ انفطار)

اور نافرمان لوگ جہنم میں جلیں گے۔

تو ہم کیسے ابرار بن جائیں، کیسے نیکوں کے رجسٹر میں ہمارا نام درج ہو جائے اور ابرار کے کیا معنی ہیں۔ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ابرار کی تفسیر فرماتے ہیں کہ ابرار وہ لوگ ہیں

اَلَّذِیْنَ لَا یُؤْذُوْنَ الذَّرَّ (عمدۃ القاری ص ج ۱)

جو چیونٹیوں کو بھی تکلیف نہ دیں۔

وَلَا یَرْضَوْنَ الشَّرَّ (عمدۃ القاری ص ج ۱)

جو نافرمانی سے خوش نہ ہوں۔ نہ اپنے گناہ سے خوش ہوں نہ دوسرے کے گناہ سے خوش ہوں۔ اللہ کی نافرمانی دیکھ کر ان کا دل غمگین ہو جائے۔ چاہے اپنا گناہ ہو یا کسی دوسرے کو گناہ کرتے دیکھا تو دل کو صدمہ پہنچ جائے۔ یہ اللہ کے تعلق کی دلیل ہے۔ کسی کو اپنے باپ سے محبت ہو تو باپ کی نافرمانی کرنے والے بھائیوں کو دیکھ کر دل غمگین ہو جاتا ہے کہ تم کیسے ہمارے بھائی ہو کہ ابا کو تکلیف دیتے ہو۔ تو جو لوگ ربا کو ناراض کر رہے ہیں ان کے گناہوں کو دیکھ کر وہ شخص جس کے دل میں خدائے تعالیٰ کی محبت ہوتی ہے صدمہ محسوس کرتا ہے۔

میرے مرشد اول شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک اللہ والے جا رہے تھے۔ انھوں نے کسی کو گناہ کرتے دیکھ لیا۔ بس لوٹ آئے۔ اتنا صدمہ پہنچا کہ چلنے کی طاقت ختم ہو گئی۔ آکر چارپائی پر لیٹ گئے۔ چادر

اللہ والی رونا شروع کر دیا غمگین ہو گئے کہ ہائے میرے اللہ کی نافرمانی کی جا رہی ہے دو گھنٹے کے بعد جب پیشاب کرنے گئے تو پیشاب میں خون آ گیا اتنا صدمہ پہنچا۔ یہ ہیں اللہ والے لوگ۔ آج ہم گناہ کرتے ہیں اور ذرا بھی نہیں ہیں، خانقاہوں کے ماحول میں، اللہ والوں کے ماحول میں۔ سوچو کہ قیامت کے دن جب پوچھا جائیگا کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے دینی ماحول دیا تھا، نیک بندوں کے ماحول میں رہ کر تم ایسی بدمعاشیاں کرتے تھے۔ سوچئے اور اپنا حساب کیجئے۔ بس یہ اللہ تعالیٰ کا حلم و کرم ہے جو ہمیں عذاب میں نہیں پکڑتے۔ حلیم ہیں وہ کریم ہیں وہ بس موقع دے رہے ہیں کہ شاید اب توبہ کر لے، شاید اب توبہ کر لے۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے مجھ کو اپنا شعر خود سنایا۔ اللہ کا شکر ہے کہ آج جو آپ سے خطاب کر رہا ہے بڑے بڑے بزرگوں کے ساتھ اس کو رہنے کی اللہ پاک نے اپنے کرم سے بدون استحقاق سعادت بخشی۔ مفتی صاحب نے اپنا یہ شعر سنایا ؎

ظالم ابھی ہے فرصتِ توبہ نہ دیر کر
وہ بھی گرا نہیں جو گرا پھر سنبھل گیا

یعنی اگر انسان توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں گنہگار کی توبہ، گریہ و زاری، آہ و زاری اور ندامت کے آنسوؤں کی کیا قیمت ہے اس کو سن لیجئے جب گنہگار بندہ اپنے گناہوں کو یاد کر کے اللہ کے سامنے روتا ہے کہ اے خدا مجھ سے غلطی ہو گئی مجھے بخش دیجئے مجھ کو معاف کر دیجئے مجھ کو ذلیل نہ کیجئے مجھ کو سزا نہ دیجئے میں کمزور ہوں آپ کے دوزخ کے عذاب کی مجھ کو برداشت نہیں ہے تو اس وقت اس کے آنسو شہیدوں کے خون کے برابر وزن کئے جاتے ہیں۔ دیکھئے جلال الدین رومیؒ جن کو ساری دنیا کے علماء تسلیم کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ؎

کہ برابر می کند شاہ مجید
اشک را در وزن با خونِ شہید

اللہ تعالیٰ ندامت کے آنسوؤں کو، اللہ کے خوف سے نکلے ہوئے آنسوؤں کو شہید کے خون کے برابر وزن کرتا ہے۔

(احقر جامع عرض کرتا ہے کہ اس مضمون پر صاحب وعظ حضرت مرشدی دامت برکاتہم کے دو اشعار نہایت درد انگیز ہیں اور پڑھنے والے کو محسوس ہوتا ہے کہ یہ مولانا رومی ہی کا کلام ہے۔ وہ اشعار یہ ہیں ؎

قطرۂ اشکِ ندامت در سجود
ہمسریٔ خونِ شہادت می نمود

ترجمہ۔ ندامت کے آنسوؤں کے وہ قطرے جو سجدہ میں گنہگاروں کی آنکھوں سے گرتے ہیں اتنے قیمتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کو شہیدوں کے خون کے برابر وزن کرتی ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔

لَيْسَ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ قَطْرَتَيْنِ وَاَثَرَيْنِ قَطْرَةِ دُمُوْعٍ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَقَطْرَةِ دَمٍ يُهْرَاقُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الخ (مشکوٰۃ، کتاب الجہاد ص ۳۳۳)

یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز دو قطروں سے زیادہ محبوب نہیں۔ ایک آنسو کا وہ قطرہ جو اللہ کے خوف سے نکلا ہو اور دوسرا خون کا وہ قطرہ جو اللہ کے راستہ میں گرا ہو۔

اور حضرت والا کا دوسرا شعر ہے ؎

ہر کجا گریہ بہ سجدہ عاشقے
آں زمیں باشد حریم آں شے

ترجمہ: جہاں اللہ کا کوئی عاشق سجدہ میں روتا ہے تو اُس وقت زمین کا وہ ٹکڑا اس عاشق کے لئے حریمِ بارگاہِ حق بن جاتا ہے۔ (جامع)

اور گڑگڑا کر معافی مانگنے والوں کے لئے علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی پارہ ۳۰ سورہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ کی تفسیر میں ایک حدیث قدسی نقل کرتے ہیں۔ حدیث قدسی وہ حدیث ہے جو زبانِ نبوت سے نکلے مگر نبی کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی بندہ گڑگڑا کر معافی مانگتا ہے کہ اللہ مجھ سے بڑے گناہ ہو گئے آپ مجھ کو معاف کر دیجئے قبر میں کیا منہ لے کر جاؤں گا، قیامت کے دن آپ کو کیا منہ دکھاؤں گا تو اس کا یہ گڑگڑانا اتنا اللہ کو پسند ہے کہ اس کے گڑگڑانے کی اس آواز کو اللہ تعالیٰ ولیوں کی سبحان اللہ سبحان اللہ کی تسبیحات سے زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اب حدیث قدسی کے الفاظ بھی سُن لیجئے۔ اہلِ علم حضرات تفسیر روح المعانی پارہ ۳۰ سورہ انا انزلنا کے ذیل میں اس حدیث کو دیکھ لیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں:

لَاَنِیْنُ الْمُذْنِبِیْنَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ زَجَلِ الْمُسَبِّحِیْنَ (ص ۱ ج ۳)

گنہگاروں کا رونا آہ کرنا، گڑگڑانا مجھے تسبیح پڑھنے والوں کی سبحان اللہ سبحان اللہ کی آوازوں سے زیادہ محبوب ہے۔ اور بانیٔ دیوبند مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو ایک عجیب بات فرمائی جس کو میں نے اپنے شیخ و مرشد اول شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری حنفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا تھا جو حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے بڑے خلفاء میں سے تھے اور حضرت مولانا اصغر میاں صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین میں سے تھے۔ یہ دونوں بزرگ یعنی میرے مرشد شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا اصغر میاں صاحب دیوبندی بچپن میں ساتھ پڑھتے تھے جن سے مفتی اعظم پاکستان مفتی

شفیع صاحب شاہ عبدالغنی صاحب سے فرماتے تھے کہ حضرت آپ خالی پیر ہی نہیں ہیں، آپ کو میں اپنے استاد کے درجہ میں سمجھتا ہوں کیونکہ آپ میرے استاد مولانا اصغر میاں صاحب دیوبندیؒ کے ساتھ پڑھتے تھے۔

مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس ملک میں بادشاہ کوئی چیز باہر سے منگاتا ہے یا کسی دوسرے ملک سے درآمد یعنی امپورٹ کرتا ہے اس کی زیادہ عزت وقدر کرتا ہے کیونکہ بادشاہ کے ملک میں وہ چیز نہیں ہے۔ تو مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلالت شان کی جو بارگاہ ہے وہاں آنسو نہیں ہیں اس لئے وہ ہمارے آنسوؤں کی بہت قدر کرتے ہیں کیونکہ آنسو تو گنہگار بندوں کے نکلتے ہیں فرشتے رونا نہیں جانتے کیونکہ ان کے پاس ندامت تو ہے نہیں۔ ان کو قرب عبادت حاصل ہے قرب ندامت حاصل نہیں۔ قرب ندامت تو ہم گنہگاروں کو حاصل ہے۔

اسی لئے مولانا شاہ محمد احمد صاحب فرماتے ہیں ؎

کبھی طاعتوں کا سرور ہے کبھی اعتراف قصور ہے
ہے ملک کو جس کی نہیں خبر وہ حضور میرا حضور ہے

اللہ والوں کو ندامت کا جو حضور ہے فرشتوں کو یہ نعمت حاصل نہیں کیونکہ ان سے خطائیں نہیں ہوتیں وہ کسے چاہے ندامت کیا پائیں، ہر وقت سبحان اللہ پڑھ رہے ہیں وہ تو مقدس مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس لئے ایک ایسی مخلوق پیدا کی کہ جس کی ندامت کو دیکھیں یعنی بعض بندے باوجود عزم علی التقویٰ کے کبھی تقاضائے بشریت سے مغلوب ہو کر خطا کر بیٹھیں گے تو اس غم سے کہ ہائے ہم نے اپنے اللہ کو ناراض کر دیا، ان کا دل خون ہو جائے گا اور وہ ندامت سے آہ وزاری کر کے معافی مانگ کر ہم کو راضی کریں گے اور ہم اس ندامت کی راہ سے ان کو اپنا قرب عطا فرمائیں گے۔

علامہ آلوسی سید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں سلطان ابراہیم ابن ادہم کا واقعہ لکھتے ہیں۔ دنیاوی بادشاہوں کا تذکرہ کہیں تفسیر میں آسکتا ہے؟ یہ وہ سلطان ہے کہ جس نے سلطنت بلخ اللہ کے نام پر نثار کی تو آج تفسیروں میں اس کا تذکرہ آرہا ہے۔ سلطنت دی اور خدا پر فدا ہوگئے تو

اب مرا نام بھی آئے گا ترے نام کے ساتھ

(دیکھئے پارہ نمبر ۴، سورہ آل عمران، روح المعانی ص...)

ثُمَّ اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا کی تفسیر کے ذیل میں علامہ آلوسی نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ یعنی شیطان تم کو کب بہکاتا ہے، تمہارے اوپر کب قدرت پاتا ہے؟ جب تم کوئی گناہ کرتے ہو، بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا سے معلوم ہوا کہ ایک گناہ سے دوسرا گناہ پیدا ہوتا ہے جس طرح ایک طاعت سے دوسری طاعت کی توفیق بڑھتی جاتی ہے۔ جب بندہ گناہ کرتا ہے، برے اعمال کرتا ہے تو قلب میں ظلمت پیدا ہوتی ہے، پھر شیطان اس اندھیرے میں قبضہ جماتا ہے ورنہ شیطان کی طاقت نہیں ہے کہ وہ مومن کے دل پر قبضہ کرے۔

لا مجال له على بن ادم بالوسوسة الا اذا وجد ظلمة في القلب

شیطان کی مجال نہیں ہے کہ وہ بنی آدم کے دل پر قبضہ کرے لیکن جب دل میں اندھیرا پاتا ہے تو مثل پٹواری کے آجاتا ہے اور گناہوں پر اکسانے لگتا ہے۔ لیکن جب بندہ ندامت کے ساتھ توبہ کرلے تو ندامت کے نور سے قلب پھر روشن ہو جائے گا اور پھر شیطان بھاگ جائے گا۔ جس کا جی چاہے شیطان کو جلد بھگانے کو وہ جلدی سے توبہ کرے دیر نہ کرے ورنہ وہ اس دل کو اپنا اڈا اور مرکز بنالے گا۔

اس آیت کی تفسیر میں سلطان ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ لکھا ہے کہ یہ

طواف کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کر رہے تھے کہ اے خدا مجھ کو عصمت عطا کر دے یعنی مجھ سے کبھی گناہ نہ ہو۔ معصوم ہو جاؤں تو دل میں آواز آئی کہ اے ابراہیم بن ادھم!

كُلُّ عِبَادِيْ يَسْئَلُوْنَنِي الْعِصْمَةَ

سارے انسان گناہوں سے معصوم ہونے کی درخواست کر رہے ہیں
اگر وہ سب کو معصوم کر دے

فَعَلٰى مَنْ يَّتَكَرَّمُ وَعَلٰى مَنْ يَّتَفَضَّلُ

تو پھر خدا کس پر کرم کرے گا اور کس پہ مہربانی کرے گا۔
اگر سب مقدس فرشتے بن گئے تو پھر کس کو معاف کرے گا، اس کی مغفرت کس پر ظاہر ہوگی۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے اُستاد علامہ سعد الدین کا قول ملا علی قاری نے مشکوۃ کی شرح میں لکھا ہے کہ انہوں نے بھی تیس برس تک درخواست کی کہ یا اللہ مجھ کو معصوم کر دے، مجھ سے کبھی کوئی غلطی نہ ہو، کوئی خطا نہ ہو۔ تیس برس کے بعد دل میں خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ سنتے کریم ہیں لیکن میری تیس برس کی دعا قبول نہیں کی۔ تو دل میں آواز آئی کہ اے سعد الدین! تم معصوم بننا چاہتے ہو لیکن معصومیت کا مقصد کیا ہے؟ یہی کہ تم میرا محبوب بننا چاہتے ہو۔ جب یہی مقصد ہے تو میں نے محبوب بننے کی دو کھڑکیاں کھولی ہوئی ہیں۔ تو معصومیت اور تقویٰ والی کھڑکی ہی سے کیوں چپکا ہوا ہے۔ کیا تو ہماری یہ آیت تلاوت نہیں کرتا

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ (پارہ ۲ سورہ بقرہ)

اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو بھی محبوب بنا لیتے ہیں۔
تو جب ہم نے ایک اور کھڑکی توبہ کی بھی کھول رکھی ہے تو اس کھڑکی سے

کیوں نہیں آتی۔ گر حیا ہو جاتی ہے تو توبہ کر کے مجھ کو راضی کرے۔ جو صدقِ دل سے توبہ کرتا ہے اور پختہ عزم کرتا ہے کہ اے اللہ میں آئندہ ہرگز گناہ نہ کروں گا، جان دے دوں گا مگر آپ کو ناراض نہ کروں گا لیکن باوجود پوری کوشش کے پھر اس کی توبہ ٹوٹ جاتی ہے پھر ندامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہے، گڑگڑاتا ہے، عاجزی کرتا ہے اور آئندہ گناہ کا عزم نہیں رکھتا حدیث پاک میں ہے کہ ایسا شخص گناہ پر اصرار کرنے والوں میں نہیں ہے چاہے دن میں ستر بار اس کی توبہ ٹوٹ جاتی ہو۔ لہٰذا اتنا بھی مایوس نہ ہونا چاہئے۔

غالب نے کہا تھا کہ ؎

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

الٰہ آباد کے وہ بزرگ جن کی خدمت میں مصنّف عبد الرزاق پر عربی حاشیہ لکھنے والے محدث مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی اور مولانا علی میاں ندوی جیسے علماء تشریف لے جاتے ہیں اور میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم بھی تشریف لے جاتے ہیں یعنی حضرت مولانا محمد احمد صاحب دامت برکاتہم انہوں نے فرمایا کہ غالب نے امت کو مایوس کر دیا۔ اس شعر کو پڑھ کر جتنے گنہگار بندے ہیں مارے شرم کے کعبہ جانا چھوڑ دیں گے کہ ہمارا منہ اس قابل کہاں کہ کعبہ جائیں ہم تو گناہوں میں ملوث ہیں، لہٰذا اس شعر کی اصلاح شرعاً واجب تھی اور فرمایا کہ میں نے اس کی اصلاح کر دی ہے سنو۔ آپ حضرات سے گذارش ہے کہ ایک اللہ والے کا کلام غور سے سنئے اور فیصلہ کیجئے کہ ایک دنیاوی شاعر اور ایک اللہ والے کے شعر میں کتنا زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔

فرمایا کہ ؎

میں اسی منہ سے کعبہ جاؤں گا
شرم کو خاک میں ملاؤں گا
ان کو رو رو کے میں مناؤں گا
اپنی بگڑی کو یوں بناؤں گا

آپ بتائیے کہ مچھلی کو کانٹے کے ذریعہ دس دفعہ پانی سے نکالو اور ہر دفعہ پوچھو کہ کیا پانی میں جاتے ہوئے شرم آتی ہے تو دس دفعہ ہے وقوفی کر چکی ہے اس دفعہ پانی سے باہر آچکی ہے تو وہ کہے گی چاہے ہزار دفعہ بیوقوفی کروں مگر پانی میری زندگی کا ذریعہ ہے۔

دوستو! اللہ تعالیٰ کی رحمت کی گود مومن کی حیات ہے۔ ہم کب تک ان سے بھاگیں گے۔ چاہے ایک لاکھ گناہ شیطان کرا دے لیکن ہم توبہ تلا پچھاکر گڑگڑا کر سجدہ میں رو رو کر ان کو منائیں گے۔ اسی لئے ہمارے خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

جو ناکام ہوتا رہے عمر بھر بھی
بہر حال کوشش تو عاشق نہ چھوڑے
یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے
جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے

توبہ ٹوٹ جاتی ہے تو آدمی مایوس ہو جاتا ہے کہ میری توبہ بیکار گئی ارے بیکار نہیں گئی پھر توبہ کر لو، ان سے ٹوٹا ہوا رشتہ پھر جوڑ لو۔ فرماتے ہیں ؎

یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے
جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے

کوشش تو کیجئے کہ نہ ٹوٹے، گناہ سے بچنے میں جان کی بازی لگا دیجئے۔

لیکن اگر پھر بھی بار بار توبہ ٹوٹ جاتی ہے تو بھی مایوس نہ ہوں آپ بار بار توبہ کیجئے۔ توبہ کی قبولیت کے لئے اتنا کافی ہے کہ اس گناہ سے الگ ہو جائے، دل میں ندامت ہو اور پختہ عزم ہو کہ آئندہ ہرگز گناہ نہ کروں گا یعنی پھر گناہ کرنے کا دل میں ارادہ نہ ہو تو ایسی توبہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہے۔

لہٰذا ہرگز مایوس نہ ہوں۔ خطا ہو جائے رونا و گڑگڑانا شروع کر دیجئے۔ اللہ کے علاوہ اور کون ہے جو معاف کرے گا۔ ان کے در کے علاوہ اور کون سا در ہے جہاں ہم جائیں۔ لہٰذا عمر بھر کوشش میں لگا رہنا ہے۔ نفس کو درست کرنے کے لئے مر مر کے جینا ہے ؎

تمام عمر تڑپنا ہے موجِ مضطر کو
کہ اس کا رقص پسند آ گیا سمندر کو

بزرگوں سے مشورہ لیجئے، اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھئے ایمان و یقین بنائیے۔ موت کا مراقبہ کیجئے قیامت کا اور دوزخ کا مراقبہ کیجئے۔ گناہوں سے بچنے کی تدبیریں اللہ والوں سے پوچھئے، ان کے پاس رہیئے اور گناہوں کے ماحول اور اسباب سے بہت دور رہیئے ورنہ آدمی گناہوں کی طرف کھنچ جاتا ہے جیسے کسی بلی کو دس حج کرا دو لیکن اس کے بعد اسے ایک چوہا دکھا دو تو اس بلی کی مونچھیں کھڑی ہو جاتی ہیں یعنی اس کی مونچھوں پر تاؤ آ جاتا ہے۔ اس کے بعد پھر غرر غرر شروع کر دیتی ہے۔ اسی طرح نفس مثل بلی کے ہے۔ اگر گناہ سے بچنا ہے تو اسبابِ گناہ سے دور رہئے۔ ورنہ نفس بلی کی طرح گناہ کی طرف لپکنا شروع کر دے گا۔ جو شخص اپنے کو اسبابِ گناہ سے قریب کرتا ہے گویا اللہ کے غضب و لعنت میں گرفتار کرنے کو اپنے کو پیش کرتا ہے۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا (پارہ ۲ سورہ بقرہ)

یہ اللہ کے حدود ہیں ان کے قریب بھی نہ رہنا۔

فرض کیجئے کہ کوئی شخص کم عمر خادم رکھ لے۔ جیسے یہاں ساؤتھ افریقہ میں تو غریب جھونپڑیوں میں رہتے ہیں مسلمان تو ملتے نہیں نوکری کے لئے ہندو عیسائی لڑکیاں مل جاتی ہیں۔ پندرہ بیس سال کی لڑکی کو خادمہ رکھ لیا اور اس سے کپڑے دھلواتے ہیں رات دن بار بار اس پر نظر پڑتی ہے۔ کہتے ہیں یہ تو کالی ہے بدصورت ہے۔ کیسی بھی ہو یاد رکھئے اس کے اندر خطرہ ہے۔

خوب صورت مٹی پیچھے کر لیجئے کتنی ہی بڑھی ہو جائے، چلنے میں بھی کانپ رہی ہو لیکن جوان دیکھ کر اس کا دماغ خراب ہو جائے گا۔ اسی لئے بزرگوں نے فرمایا ہے

بھروسہ کچھ نہیں اس نفس امارہ کا اے زاہد
فرشتہ بھی یہ ہو جائے تو اس سے بدگماں رہنا

نفس فرشتہ بھی ہو جائے خوب تہجد پڑھے لیکن آپ کبھی عورتوں کے اور لڑکوں کے قریب نہ جائیں۔ ان سے بچئے۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ خرید و فروخت میں، گھروں میں، بازاروں میں، دفتروں میں ان سے بچئے۔ خصوصاً جب عمرہ کر کے آئیے تو ہوائی جہاز میں ایئر ہوسٹسوں کو آپا آپا کہہ کر باتیں نہ کیجئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپا کہنے سے وہ کوک وغیرہ پلا دے گی۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ آپ صبر کریں جسم کو تکلیف دے دیں مگر اس سے کوئی گفتگو نہ کریں نظر کی حفاظت کیجئے ورنہ عمرہ کا سارا نور نکل جائے گا

اگر حکومت کا اعلان ہو جائے کہ تین دن پانی نہیں آئے گا۔ اوپر سے آپ نے ٹنکی میں پانی بھرنا شروع کر دیا لیکن نیچے کی ٹونٹی کھلی چھوڑ دی۔ ساری رات آپ نے پانی بھرا لیکن صبح دیکھا تو سارا پانی چھت پر پڑا ہوا ہے اور ٹنکی میں کچھ بھی نہیں ہے

اسی طرح ہم لوگ حج و عمرہ ذکر و تلاوت خوب کرتے ہیں لیکن حواس خمسہ کی جو پانچ ٹونٹیاں ہمارے اندر ہیں ان کو کھلا چھوڑ دیتے ہیں۔ کان کی ٹونٹی سے گانا سن لیا، غیبت سن لی، آنکھ کی ٹونٹی سے نامحرم عورتوں کو دیکھ لیا، زبان کی ٹونٹی سے غیبت کر لی، جھوٹ بول دیا۔ اس طرح عبادت کا سارا نور ان ٹونٹیوں سے نکل جاتا ہے۔ اسی لئے ہمیں اللہ کے نام کی حلاوت نہیں ملتی ہمارا نور تمام نہیں ہوتا۔ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا سے اتمام نور کی نعمت کا پتہ چلتا ہے۔

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جو لوگ گناہ نہیں چھوڑتے ان کے ذکر اللہ اور تہجد اور جملہ عبادات کی شان ایسی ہے جیسے رات کو ایک گھر میں چور گھسا۔ مال دار کو محسوس ہو گیا کہ میرے گھر میں چور آ گیا ہے۔ پہلے زمانہ میں پتھر رگڑ کر روشنی کرتے تھے اس پتھر کا نام چقماق ہے۔ تو اس نے پتھر رگڑا کہ روشنی ہو جائے تاکہ میں چور کو پہچان لوں لیکن چور بھی بڑا ہوشیار تھا۔ وہ چقماق کی کھڑکی میں بیٹھ رہا تو پتھر کو بھی دیکھ رہا تھا کہ جیسے رگڑے اس پر انگلی رکھ دے۔ جہاں روشنی ہوئی اس نے انگلی رکھ دی اور چنگاری کو بجھا دیا اور اندھیرے میں اطمینان سے چوری کر رہا ہے بالآخر سب سامان اٹھا کر لے گیا۔ اسی طرح شیطان ہماری نیکیوں کے نور پر انگلی رکھتا رہتا ہے یعنی گناہ کرا کے ہماری طاعات کا سارا نور لے جاتا ہے۔

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جتنا کھیتی کرنا، گندم بونا اور غلہ جمع کرنا ضروری ہے اتنا ہی چوہوں سے ہوشیار رہنا بھی ضروری ہے ورنہ سارا غلہ چوہے کھا جائیں گے اسی لئے ہمارے اکابر قرآن و حدیث کی روشنی میں تقویٰ کا اہتمام سکھاتے ہیں۔ عبادت چاہے تھوڑی ہو لیکن اگر متقی ہے تو ولی اللہ ہو جائے گا۔ نفل چاہے زیادہ نہ پڑھے رات بھر تہجد نہیں پڑھتا۔ عشاء کی فرض نماز پڑھ کر سو جاتا ہے اور صبح جماعت سے فجر کی نماز پڑھ لیتا ہے، کچھ تلاوت کر لیتا ہے، کچھ تھوڑا سا ذکر کر لیتا ہے لیکن ایک گناہ

نہیں کرتا، گناہوں سے بچتا ہے، ہر وقت نفس کی نگرانی کرتا ہے یہ شخص اللہ کا ولی ہے اور ایک شخص رات بھر تہجد پڑھتا ہے لیکن صبح جب دکان پر گیا تو خریدنے والی جو لیڈی آئی اس نے اس لیڈی کی اسٹڈی شروع کر دی یعنی بدنظری کرنے لگا اور اس کو کبھی آپا بنا رہا ہے کبھی خالہ بنا رہا ہے، مزے لے لے کر باتیں کرتا ہے یہ شخص ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔ گناہوں سے نیکیوں کا سارا نور ختم ہو جاتا ہے۔

اس لئے دوستو تقویٰ کا اہتمام بہت ضروری ہے۔

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ ساری مخلوق اللہ کی عیال ہے۔ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا ولی وہ ہے کہ جو مخلوق کو نہ ستائے، مخلوق کے ساتھ مخلص رہے یہاں تک کہ کافر کے ساتھ بھی مخلص رہے یعنی اللہ کے حکم کا پابند رہے۔ کسی کافر عورت کے ساتھ بھی زنا جائز نہیں ہے۔ بعض لوگوں کو شیطان بہکاتا ہے کہ یہ تو کافر ہے مال غنیمت ہے لوٹ لو وہ جہاد پر قیاس کرتے ہیں کہ جیسے جہاد میں کافر عورتیں قید کی جاتی تھیں اور مسلمانوں کو مال غنیمت کے طور پر ملتی تھیں۔ اب وہ قانون ختم ہو گیا۔ بین الاقوامی معاہدہ سے لونڈی اور غلام بنانا اب ختم ہو گیا خلاصہ یہ کہ کسی کافر عورت کے ساتھ بھی بدنظری جائز نہیں۔ کسی کافرہ کے ساتھ بھی بدنظری جائز نہیں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق مسلمان کے ذمہ ہیں۔ جب صحابہ ملک شام فتح کرنے جا رہے تھے تو عیسائیوں نے ان کے راستے میں خوبصورت لڑکیاں کھڑی کر دی تھیں کہ یہ مسلمان جب ان خوبصورت لڑکیوں کو دیکھیں گے تو ان کا ایمان کمزور ہو جائے گا اور اللہ کی مدد ہٹ جائے گی لیکن فوج کے کمانڈر انچیف نے یہ آیت تلاوت کر دی۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (پارہ ۱۸ سورہ نور)

اے نبی ایمان والوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی کریں۔

صحابہ نے اپنی نظریں نیچی کر لیں اور گذر گئے کسی ایک نے بھی کسی عیسائی

لڑکی کا حسن نہیں دیکھا۔ ان لڑکیوں نے جاکر اپنے والدین سے کہا کہ آپ لوگوں نے جس مقصد کے لیے بھیجا تھا آپ سب اس میں ناکام ہو گئے۔ ارے وہ لوگ تو فرشتے ہیں فرشتے۔ انہوں نے تو ہماری طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا

تو دوستو! پوری مخلوق کے ساتھ مخلص رہیے۔ جتنی مخلوق ہے سب کو دعا میں شامل کیجئے۔ کیسے؟ اے اللہ کافروں کو ایمان عطا کر دے۔ جیسے کوئی نالائق بیٹے کے لئے باپ سے کہے کہ آپ اس پر رحم کر دیجئے آپ اللہ تعالیٰ سے کہئے کہ ساری دنیا کے کافروں کو ایمان عطا کر دے اور ایمان والوں کے لئے دعا کیجئے کہ اے اللہ ایمان والوں کو تقویٰ دے دیجئے یعنی پکا ولی بنا دیجئے۔ اہل مصیبت کو اہل عافیت بنا دیجئے۔ جو مریض ہیں ان کو صحت دے دیجئے۔ یہاں تک کہ چیونٹیوں کے لئے بھی دعا مانگئے کہ اے اللہ بلوں میں جو چیونٹیاں ہیں ان پر بھی رحمت نازل فرمادے۔ مچھلیوں کے لئے بھی دعا کیجئے کہ اے اللہ دریاؤں میں سمندروں میں جو مچھلیاں ہیں ان پر بھی رحم فرمادیجئے۔ اللہ والوں کا تو یہ کام تھا کہ ساری مخلوق کی خیر خواہی اور اکرام کرتے تھے۔ دیکھئے اگر آپ کی کسی سے دوستی ہے تو آپ اس کی بلی کو بھی اکرام کرتے ہیں، اس کے کتے کا بھی اکرام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق کا جو ہمدرد ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کو اپنا پیارا بنا لیتے ہیں۔ کسی عورت پر بدنگاہی مت کیجئے کسی کافر کو بھی بری نظر سے مت دیکھئے ساری مخلوق کے ساتھ مخلص رہئے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اللہ تعالیٰ کے پیارے ہو جائیں گے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عِيَالِهٖ (مشکوٰۃ ص۴۲۵)

ساری مخلوق اللہ کی عیال ہے پس اللہ کے نزدیک سب سے پیارا بندہ

وہ ہے جو اللہ کی مخلوق کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئے۔

ایک دن حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحبؒ نے جو حضرت حکیم الامت کے بہت خاص خلیفہ تھے بتایا کہ ایک دفعہ پیرانی صاحبہ نے حضرت حکیم الامت سے فرمایا کہ میں کل ایک رشتہ داری میں جا رہی ہوں آپ میری مرغیوں کو آٹھ بجے کھول دیجئے اور تھوڑا سا دانہ دے دیجئے اور پانی پلا دیجئے۔ اب حکیم الامت ڈیڑھ ہزار کتابوں کے مصنف وہ کیا جانیں مرغیوں کو کھولنا، دانہ پانی دینا۔ حضرت بھول گئے۔ خانقاہ میں آ گئے۔ اور سارے خطوط روزانہ آتے تھے۔ ان میں بڑے بڑے علماء کے خطوط ہوتے تھے۔ اب جواب لکھنا چاہتے ہیں تو کوئی جواب نہیں آتا۔ تفسیر بیان القرآن لکھنا چاہتے ہیں تو کوئی مضمون نہیں آتا۔ قلم رک گیا۔ دل میں اندھیرا سا ہے۔ پھر اللہ سے رونے لگے کہ اے اللہ! اشرف علی سے کیا غلطی ہو گئی۔ آپ مجھے اس پر تنبیہ فرما دیں تاکہ میں اس سے توبہ کر لوں۔ دل میں آواز آئی کہ اے اشرف علی۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ سے تعلق قوی ہو جاتا ہے تو دل میں آوازیں آنے لگتی ہیں کہ یہ کرو، یہ نہ کرو ؎

تم سا کوئی ہمدم کوئی دمساز نہیں ہے
باتیں تو ہیں ہر دم مگر آواز نہیں ہے

تو حضرت کو آواز آئی کہ تم نے میری ایک مخلوق کو بند کر رکھا ہے۔ مرغیاں گھبرا رہی ہیں۔ آٹھ کے بجائے نو بج چکے ہیں ایک گھنٹے سے وہ بے چین ہیں۔ میری ایک مخلوق تمہاری وجہ سے تکلیف میں ہے پھر تم کو علوم کیسے دیئے جائیں ایسی حالت میں تم سے سرکاری کام کیسے لیا جائے گا۔ جاؤ جلدی سے مرغیوں کو کھولو۔ حضرت دوڑے۔ خانقاہ سے جا کر مرغیوں کو کھولا اور جلدی سے دانہ دیا اور پانی پلایا اور جب واپس آئے تو سارے علوم پھر جاری ہو گئے۔

دوستو! مرغیوں کو تکلیف پہنچ جانے کا یہ واقعہ سن رہے تھے لیکن آج ہم نے بیویوں کو ستا ستا کر ان کا ناک میں دم کر رکھا ہے تو بتائیے کس قدر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی و غضب ہم لوگ مول لے رہے ہیں۔ مجھے تو آج یہی مضمون بیان کرنا تھا لیکن اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ مضامین بیان ہو گئے

اب اصل مضمون شروع کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے بارے میں سفارش نازل فرمائی ہے۔ قرآن پاک میں فرماتے ہیں

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (پارہ ۴ سورۃ النساء)

اپنی بیویوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آؤ۔

کیوں صاحب! اگر ملک کا وزیر اعظم آپ کو خط لکھ دے کہ اپنی بیوی کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ کیونکہ تمہاری بیوی میری بیٹی کے ساتھ پڑھی ہوئی ہے تو بتائیے آپ اس کو ستا سکتے ہیں۔ ارے بھائی اگر ایک شیر آپ کے ساتھ چلے اور کہہ دے کہ آج کسی لیڈی کو مت دیکھنا ورنہ یاد رکھو اگر میں صرف "ہوں" سے آواز لگا دوں تو تمہارا قلب ٹوٹ جائے گا تو آپ کیا کریں گے۔ آپ دونوں ہاتھ کو آنکھوں پر رکھ لیں گے اور کہیں گے کہ شیر صاحب! دیکھو بدگمانی نہ کرو، میں کسی کو دیکھ نہیں رہا ہوں۔ دیکھو ایک مخلوق سے ہم اتنا ڈرتے ہیں۔ حیدرآباد سندھ (پاکستان) میں ہم شیر دیکھنے گئے۔ مجھے شیر دیکھنے کا شوق ہے خصوصاً وہ شیر جس کے داڑھی بھی ہوتی ہے اور پنجے بھی ہوتے ہیں بالکل شیخ کی شکل کا ہوتا ہے اس کا نام ببر شیر ہے۔ خدا کی شان کہ اس دن ملازم پنجرے کا دروازہ بند کرنا بھول گیا، مائیک سے اعلان ہوا کہ جتنے آدمی چڑیا گھر میں ہیں سب بھاگ جائیں، اس وقت شیر آزاد ہے، کسی پر بھی حملہ کر سکتا ہے۔ آپ سمجھئے کہ جو بڈھے لاٹھی ٹیک کر بڑی مشکل سے چلتے تھے وہ ایسا بھاگے ہیں کہ ہرنا

بھی شرما جائے۔ جان بھی بڑی پیاری چیز ہے۔ پھر تھوڑی دیر میں اعلان ہوا کہ شیر پنجرے میں چلا گیا ہے۔ پنجرے میں گوشت ڈالا گیا تھا جس سے شیر اندر چلا گیا اور دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا ہے۔ دیکھئے شیر سے ہم لوگ اتنا ڈر جاتے ہیں لیکن جو شیر کو پیدا کرنے والا ہے اس سے کتنا ڈرنا چاہئے۔ شیر جب دھاڑتا ہے تو زمین ہل جاتی ہے۔ اللہ کی ڈانٹ میں کیا آواز ہوگی۔ قیامت کے دن جب اعلان ہوگا خُذُوْهُ پکڑو اس نالائق کو فَغُلُّوْهُ زنجیروں میں جکڑ دو ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ پھر اس کو جہنم میں داخل کر دو۔ کیا آواز ہوگی کیا قیامت کا دن ہوگا۔ آج نفس کے مزے کے لئے ہم لوگ سانڈ کی طرح ہر کھیت میں منہ ڈالنے کے لئے تیار ہیں اور اس کا کیا انجام ہے اس کی فکر نہیں۔

اب تو اللہ تعالیٰ کی سفارش ہے کہ اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔ بیوی چاہے جوان ہو چاہے بڈھی ہو جائے اس کے منہ میں دانت نہ ہوں بلکہ جب بڈھی ہو جائے تو اور زیادہ اس کا خیال رکھو۔ جب جوان تھی تو خوب پیار کیا۔ اب جب دانت ٹوٹ گئے، گال پچک گئے تو اس کو حقیر سمجھتے ہیں یہ بات ٹھیک نہیں۔ اس بڈھی کا بھی خیال کرو کیونکہ تمہارے ہی ساتھ بڈھی ہوئی ہے۔ پہلے طبیعت سے پیار کرتے تھے اب خدا کا حکم سمجھ کر اس کے ساتھ شفقت کرو۔ اگر اس کے سر میں درد ہو جائے تو دوا لے آؤ۔ اس کے ساتھ رحمت سے پیش آؤ۔ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف پڑھاتے وقت ایک ہی قصہ ساری زندگی سناتے رہے اور کوئی قصہ ان کو یاد ہی نہیں تھا جب طالب علم پڑھتے پڑھتے تھک جاتے تو فرماتے تھے اچھا بھائی ایک قصہ سنو اور طالب علم کون تھے حضرت شیخ الحدیث کے والد مولانا یحییٰ صاحب اور میرے شیخ کے استاد مولانا ماجد علی جونپوری اور بہت سے دوسرے طالب علم سب قصہ سن کر ہنس پڑتے تھے اور وہ قصہ کیا تھا۔

دہلی میں ایک بڈھا ایک بڈھی رہتے تھے کوئی اولاد نہیں تھی۔ اسی سال کا بڈھا اسی سال کی بڈھی ایک لحاف میں سوتے تھے ایسی محبت تھی بڈھا بغیر حاجت پیشاب بھی نہیں کرتا تھا۔ جب پیشاب لگتا تو کہتا تھا کہ اے پٹھانی میں مر جاؤں گا وہ بڈھی کہتی تھی ارے ہاں موت ہو۔ حضرت مولانا گنگوہی یہ کہہ کر خاموش ہو جاتے تھے چہرہ پر مسکراہٹ بھی نہیں آتی تھی اور طلبہ ہنس پڑتے تھے۔

بعض لوگوں کو اس کا غم ہے کہ ہمارے ماں باپ سے غلطی ہو گئی ہماری بیوی جیسی حسین ہونی چاہئے ویسی نہیں ہے ماں نے غلط انتخاب کیا تھا۔ آنکھ میں موتیا بند تھا، گیارہ نمبر کا چشمہ لگا کر گئی تھیں انتخاب کرنے۔ دل کو یہی کوس رہے ہیں کہ گیارہ نمبر کا چشمہ لگا کر دھوکہ کھا گئیں۔ اس پر میں عرض کرتا ہوں کہ سب جوڑے مقدر ہیں، اللہ کے لکھے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔ جس کی قسمت میں اللہ نے جو لکھ دیا اس پر راضی رہو یہ بیویاں جنت میں حوروں سے زیادہ حسین کر دی جائیں گی۔ علامہ آلوسی نے روح المعانی میں پارہ نمبر ۲۷ سورہ رحمٰن کی تفسیر کے ذیل میں ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں حوریں زیادہ حسین ہوں گی یا مسلمان بیویاں؟ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ سوال کر کے قیامت تک عورتوں پر احسان کر گئیں آج آپ اپنی بیویوں کو یہ یہ حدیث ضرور سنا دینا جو غم سے آپ گھل رہے ہیں۔ یہ سوال کیوں کیا ساری عورتوں کی طرف سے وکالت کا حق ادا کر دیا کیونکہ عورتیں دیکھتی ہیں کہ ہم لوگ جب کوئی اچھی شکل سڑکوں پر دیکھ لیتے ہیں تو اس وقت اپنی بیویوں کو ٹھیک سے نہیں دیکھتے دیکھتے ہیں تو زور نظر نیچی کر کے۔ یہ بدنظری کے گناہ کا وبال ہوتا ہے۔ بیوی کو دیکھ کر دل راضی نہیں ہوتا۔ دل پر یاد آیا کہ ایک ساٹھ برس کا عاشق تھا اپنی بیوی سے کہہ رہا تھا

## پکاؤں گی جس دن تم ادھر کی دال
## سمجھو اسی دن ہوا انتقال

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ام سلمہ، جنت میں مسلمان بیبیاں حوروں سے بھی زیادہ حسین کر دی جائیں گی۔ پوچھا تو بسبب ذالک ایسا کیوں ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ حوروں نے نمازیں نہیں پڑھی ہیں روزے نہیں رکھے ہیں، شوہروں کی خدمت نہیں کی ہے بچے جننے کی تکلیف نہیں اٹھائی ہے اور مسلمان عورتوں نے نمازیں پڑھی ہیں، روزے رکھے ہیں حج کیا ہے، شوہروں کی خدمت کی ہے، بچے جننے کی تکلیف اٹھائی ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

بِصَلَاتِهِنَّ وَصِيَامِهِنَّ وَعِبَادَتِهِنَّ اَلْبَسَ اللّٰهُ
وُجُوْهَهُنَّ النُّوْرَ (روح المعانی صفحہ ۱۲۲ ج ۲۷)

ان کی نمازوں، روزوں اور ان کی عبادت کی وجہ سے ان کے چہروں پر اللہ پاک نور ڈال دے گا جو مستقل ہوگا، اضافی ہوگا۔ حوروں کے اندر وہ نور نہیں ہوگا۔ اللہ جس پر اپنا نور ڈال دے اس کے حسن کا کیا عالم ہوگا۔

دنیا کی زندگی چند دن کی ہے۔ ریل کے پلیٹ فارم پر پہنچ جانے کے بعد لوگ آپ کیا کہتے ہیں، ارے میاں جیسی بھی ہے پڑا رہ، گرم پانی ہی سہی تھوڑی دیر کا کام ہے تو پی جاؤ گے، مگر چل کر اپنی ٹرین میں بیٹھیں گے۔ دنیا ایک پلیٹ فارم ہے۔ یہاں بیوی جیسی بھی ہے اس کے ساتھ نباہ کرو۔ جنت میں یہ حوروں سے زیادہ حسین بنا دی جائیں گی۔ یہ نہیں کہ اگر بیوی کم حسین ہے تو ہر وقت اس کو طعنے دے رہے ہیں ستا رہے ہیں۔ سوچو اگر تمہاری بیٹی کم حسین ہوتی تو تم کیا چاہتے۔ کیا یہ پسند کرتے کہ داماد اس کو ستائے۔ بولو دوستو! اپنے کلیجے پر ہاتھ رکھ کر کہو جو اختر کہہ رہا ہے۔ اگر آپ کی بیٹی کم حسین ہو یا معذور ہو تو آپ کیا چاہیں گے کہ داماد اس کی پٹائی کرے۔

ڈنڈے مارے، گالیاں دے، وہ کہدے کہ تو ہوا ہے میری قسمت میں لکھی ہوئی تھی جنگلی جمعدارن کہیں کی۔ میرے پاس ایک رئیس آئے کہنے لگے کہ میری بیٹی کو آپ کوئی تعویذ دے دیں۔ اس میں بڑا غصہ ہے جس کے پاس بیاہ کے جائے گی اس سے نہ جانے کتنے ڈنڈے پائے گی۔ ابھی شادی بھی نہیں ہوئی اور ابھی سے فکر ہے۔

دوستو! ہماری بیبیاں بھی کسی کی بیٹیاں ہیں۔ اپنی بیٹی کے لئے آپ تعویذ لیتے ہیں یا نہیں۔ دوستو اور بزرگو! بتلائیے اگر آپ کی بیٹی کو داماد اس کی طرف دیکھے یا جھڑک دے کسی بات پر۔ وہ رات کرا جاتی ہے یہ تسبیح لئے بیٹھے ہیں۔ دن بھر تو وہ بے چاری آپ کی منتظر تھی۔ آپ دکان میں گپیں لڑا رہے تھے یا کوئی کپڑا بیچ رہا تھا۔ دن بھر کی ترسی ہوئی منتظر کہ اب میرا شوہر آئے گا تو اس سے دل بہلائیں گے اور آپ گھر آکر تسبیح لے کر بیٹھ گئے۔ بابا یزید بسطامی اور بابا فرید الدین عطار بھی شرما جائیں ان کو دیکھ کر۔ اور حضرت گھر میں کیسے داخل ہوتے ہیں۔ آنکھ بند کرکے تسبیح پڑھتے ہوئے گویا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری تشریف لا رہے ہیں۔ آپ بتائیے کیا بیویوں کا یہی حق ہے؟

مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لاتے تھے تو مسکراتے ہوئے آتے تھے۔ آنکھ بند کرکے عرش اعظم پر نہیں رہتے تھے زمین والوں کا حق بھی ادا کرتے تھے۔ حالانکہ آپ کو امت کا کتنا غم تھا۔ ہر وقت کفار سے مقابلہ۔ ایک جہاد ختم ہوا، ابھی تلوار رکھنے نہیں پائے کہ دوسرے جہاد کا اعلان ہوگیا لیکن اس کے باوجود کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ گھر میں داخل ہوئے ہوں اور چہرۂ مبارک پر تبسم نہ ہو۔

اپنی بیویوں کے پاس مسکراتے ہوئے آنا یہ سنت آج چھوٹی ہوئی ہے جو

بے دین ہیں وہ فرعون بن کر آتے ہیں، بڑی بڑی مونچھیں تان کر کے، آنکھیں لال کر کے تاکہ ذرا رعب سب پہ ایسا نہ ہو کہ بچہ کو کچھ کہہ دے اس لئے اس پر رعب جمانے کے لئے نمرود اور فرعون بن کر آتے ہیں اور جو دیندار ہیں وہ بابا بایزید بسطامی اور خواجہ معین الدین اجمیری اور بابا فرید الدین عطار بن کر آتے ہیں۔ مراقبہ میں آنکھیں بند کئے ہوئے گویا عرش پر رہتے ہیں، زمین کی بات تو جانتے ہی نہیں۔ دونوں زندگی سنت کے خلاف ہیں۔ گھر میں اپنی بیویوں کے پاس جائیے تو مسکراتے ہوئے جائیے، اس سے باتیں کیجئے۔ تسبیحات سے زیادہ ثواب اس وقت یہ ہے کہ اس کا حق ادا کیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب سے اچھے اخلاق والا وہ ہے جس کے اخلاق بیوی کے ساتھ اچھے ہیں۔ ہم دوستوں میں خوب ہنسیں گے خوب لطیفے سنائیں گے اور بیوی کے پاس جا کر سنجیدہ بزرگ بن جائیں گے، منہ سکوڑے ہوئے جیسے ہنسنا جانتے ہی نہیں اور وہ بے چاری تعجب میں ہے کہ یا اللہ یہ دن بھر مسخر نقل کر رات میں آنے کا آج اپنے شوہر سے مستفید ہوں گی اور یہ پتھر کا بت بنا ہوا ہے۔

یہ مسکرانا ہنسنا بولنا عبادت میں داخل ہے۔ رات بھر نوافل میں جاگنا اور بیوی سے بات نہ کرنا یہ صحابہ کی سنت کے بھی خلاف ہے۔ ایک کم عمر صحابی کے پاس ایک بڑی عمر کے صحابی گئے۔ انہوں نے عبادت شروع کر دی تو ان بزرگ صحابی نے فرمایا

إِنَّ لِضَيْفِكَ عَلَيْكَ حَقًّا

تمہارے مہمان کا تم پر حق ہے میں تمہارا مہمان ہوں، مجھ سے باتیں کرو۔

اس کے بعد فرمایا کہ جاؤ اب اپنی بیوی کا حق ادا کرو

إِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا اس سے بھی باتیں کرو۔

تو میرے دوستو! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنے کے لئے اس آیت میں سفارش نازل کی ہے۔ تو خدا کی سفارش کو رد کرنے والوں کے لئے حکیم الامت کے الفاظ میں، میں یہیں کہہ رہا ہوں۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مجدد تھے اپنے زمانے کے وہ فرماتے ہیں کہ جو اپنی بیویوں کو ستائے، ان سے اچھے اخلاق سے پیش نہ آئے اور اللہ تعالیٰ کی سفارش کو رد کر دے یہ بے غیرت مرد ہے۔ کیونکہ وہ کمزور ہے۔ تمہارے قبضہ میں ہے۔ اس کے باپ اور بھائی دور ہیں، وہ دو تین بچوں کے بعد تو ویسے بھی کمزور ہو جاتی ہے اور مرد صاحب انڈے کھا کھا کر مشٹنڈے رہتے ہیں پھر وہ اس کو ڈنڈے لگاتے ہیں، اپنی طاقت دکھاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کیا کروں صاحب! میں تو غصہ میں پاگل ہو جاتا ہوں۔ کہتا ہوں کہ تولیہ صاف کرو تو نہیں کرتی آج ہی کہا تھا کہ تولیہ دھو دینا لیکن نہیں دھویا۔ ارے بھائی آپ نے بیوی کو خادمہ کیوں سمجھ رکھا ہے اپنا تولیہ خود دھو لیجئے بیوی اس لئے تھوڑی دی گئی ہے کہ آپ کے کپڑے ہی دھوتی رہے۔ خود دھو لیجئے لیکن اس کو ذلت نہ دیجئے۔ غصہ میں پاگل نہ بن جائیے میرے ایک دوست ہیں کراچی میں۔ وہ کہتے ہیں کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم کو غصہ بہت ہے ہم تو غصہ میں پاگل ہو جاتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے غصہ کبھی پاگل نہیں ہوتا۔ غصہ بہت ہوشیار ہے۔ غصہ کمزوروں پر پاگل ہوتا ہے۔ بیوی پر طاقت والا اور بیوی پر طاقت ور ہے پہ غصہ آتا ہے لیکن اسی وقت اگر سامنے والا گھونسہ یا محمد علی کلے کی طرح اور باکسنگ کا ایک مکا دکھا دے تب اس وقت غصہ کیا کہتا ہے معاف کر دینا، معاف کر دینا اور ہاتھ جوڑ کر بلی بن گئے۔ اب یہ عقل کہاں سے آ گئی۔ ابھی تو پاگل تھے۔ معلوم ہوا کہ غصہ میں کوئی پاگل نہیں ہوتا یہ سب حماقت اور بے وقوفی کی بات ہے۔

پھر بھی میں علاج بتائے دیتا ہوں۔ جدہ سے میرے پاس کراچی ایک خط آیا کہ مجھ میں اور میرے بیوی بچوں میں غصہ بہت ہے۔ سارا خاندان ایک عذاب بنا ہوا ہے۔ میں نے ان کو لکھا کہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سات مرتبہ پڑھ کر کھانے پر دم کر دیں جب دسترخوان بچھے اور سب کھانے بیٹھیں، اور دم کرتے وقت ذرا سی تھوک کی چھینٹیں بھی پڑ جائیں مگر ذرہ کے برابر۔ یہ نہیں کہ ایک تو ہی گرا دو۔ پھر کون کھائے گا۔ ملا علی قاریؒ نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے بِخُرُوْجِ الْبُزَاقِ مِنَ الْفَمِ دم کرتے وقت تھوک کے ذرے ذرا سے گر جائیں۔ انہوں نے اس پر عمل کیا ایک مہینہ بعد خط لکھا کہ اللہ کے رحمن و رحیم نام کے صدقہ میں ہم سب میں شانِ رحمت آگئی، ہمارے غصے ختم ہو گئے، ہم معتدل المزاج ہو گئے اللہ کا نام بہت بڑا نام ہے۔

دوستو! مشورہ تو کرو۔ آج بزرگوں سے اللہ والوں سے یا اللہ والوں کے غلاموں سے تعلق ہم نے چھوڑ دیا۔ خود ہی اپنا علاج کرتے ہیں پھر فائدہ کیسے ہو۔ کوئی مرض روحانی یا نفسانی ہو چاہے جو، آپ پوچھ کر دیکھئے عمل کر کے دیکھئے۔ چالیس سال کے گناہ کی عادت بھی کسی کو ہو مشورہ کریں ان شاء اللہ تعالیٰ اگر اچھے نہ ہوں تو کہنا کہ اختر مسجد میں کیا کہہ رہا تھا۔ لیکن مریض خود بخود اچھا نہیں ہوتا معالج سے مشورہ کرے۔ جو روحانی معالجین متبع سنت بزرگوں کے صحبت یافتہ و اجازت یافتہ ہیں ان سے مشورہ لیجئے ان شاء اللہ تعالیٰ گناہ چھوٹ جائیں گے

تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ جو لوگ اپنی بیویوں کو ستاتے ہیں اگر اس کے تگڑے تگڑے موٹے موٹے بھائی محمد علی کلے کی طرح آ جائیں اور کہہ دیں کہ کیوں جانی میری بہن کو کیوں ستا رہے ہو تب دیکھیں کیسے ستاتے ہو۔

دوستو! اللہ سے ڈرو۔ دیکھو آسمان والا دیکھ رہا ہے کہ یہ میری بندی کو

کس طرح رکھتا ہے۔ بیویوں کا دل اتنا حساس ہوتا ہے کہ ان کو ذرا سا جھڑک دو کہ تم آج بہت تھکے ہوئے ہو تم آگیا، دن بھر پڑی رہتی ہو۔ وہ رات بھر روتی ہے۔ اس کو نیند نہیں آتی۔ اور اس کی چیخ جاتی ہے آسمان پر۔ زمانہ میں اس کے پیار کی جھونک تھی کہ مسکراتے ہو کچھ بولے گا۔ یہ تو تھکا ماندہ آیا ہے کہ ابھی سو جاتا ہے شوہر جب سو گئے اور وہ رو رہی ہے۔ اس کے آنسوؤں کو اللہ دیکھتا ہے۔ ایسے ظالم شوہروں کو اللہ نے سخت عذاب میں مبتلا پایا ہے۔ ایک صاحب نے محض اس لیے کہ بیوی کا رنگ کالا تھا صورت خراب تھی محض نفس کی ہوس کی وجہ سے چھ بچوں کی ماں ہو جانے کے باوجود اس کو طلاق دے دی۔ یہ کوئی من گھڑت واقعہ نہیں ہے، میرا آنکھوں دیکھا حال ہے۔ کہا کہ میری ماں نے غلطی کر دی تھی، میرا اس سے گزارا نہیں ہوگا۔ ہم اب بہت خوبصورت سے شادی کریں گے۔ اس عورت نے کہا کہ جب میں آپ کو پسند نہیں تھی تو یہ چھ بچے کہاں سے آگئے۔ شروع میں ہی مجھے طلاق دے دیتے تو میری شادی آسانی سے ہو جاتی۔ اب تم چھ بچے دلی سنا کر مجھے طلاق دے رہے ہو۔ کہا کہ نہیں بس ہم مجبور ہیں ہم سے اب برداشت نہیں ہوتا۔ اب میں کسی حسین عورت سے شادی کروں گا۔ اور دے دی تین طلاق۔ جب وہ چھ بچوں کو لے کر نکلی ہے تو اس نے آسمان کی طرف ایک نظر ڈالی اور بزبانِ حال یہ شعر پڑھا ؎

ہم بتاتے کیسے اپنی مجبوریاں
رہ گئے جانبِ آسماں دیکھ کر

اس کے بعد دوسری شادی کی اور بہت خوبصورت سے شادی کی۔ چھ مہینے بھی نہیں گزرے تھے کہ فالج گر گیا۔ دس سال تک وہ رہے بستر پر پیشاب پاخانہ کرتے رہے اور وہ لڑکی بھی بھاگ گئی کہ ایسے سے میرا گزارا کیسے

ہوگا۔ دیکھئے یہ انجام ہوتا ہے، کسی کی آہ مت خریدیئے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بخاری کی حدیث ہے
إِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ (بخاری ص۳۲۳ ج ۱)
مظلوم کی آہ سے ڈرو کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔ اسی کو ایک اللہ والے شاعر نے کہا ہے ؎

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

مظلوموں کی آہ سے ڈرو کہ جب وہ اللہ کو پکارتے ہیں تو قبولیت حق ان کی دعا کا استقبال کرتی ہے۔
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے
خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ (جامع صغیر ص ا ج ۲)
سب سے اچھے اخلاق اس کے ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ مہربانی کرتا ہے، ان کی خطاؤں کو معاف کرتا ہے
حکیم الامت مجدد الملت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرید ایک مرغی خرید لایا، گھی اور مسالہ بھی لے آیا۔ بڑی محنت کر کے پسینہ کی کمائی سے لایا تھا۔ لیکن بیوی سے نمک تیز ہوگیا، اتنا تیز ہوگیا کہ اس سے کھایا نہیں گیا۔ پانی پی کر اٹھ گیا مگر کچھ نہیں بولا۔ شریف آدمی تھا، اللہ والا تھا، اس نے سوچا کہ اگر میری بیٹی کے ہاتھ سے یہ نمک تیز ہوجاتا تو میں کبھی نہ چاہتا کہ داماد اس کو جوتا مارے۔ تو یہ میری بیوی بھی کسی کی بیٹی ہے ہم اپنی بیٹیوں کے لئے تعویذ مانگتے ہیں کہ مولانا صاحب ذرا ایسا تعویذ دے دو کہ میرا داماد میری بیٹی

کو پیار سے رکھے، خطا ہو جائے تو اس کو معاف کر دے، گالیاں نہ دے، طعنے نہ مارے، اسی سے منہ نہ پھلائے رہے، ذرا ہنسے بولے آرام سے رکھے۔ تو بھائی ہم پر تعویذ لیتے ہیں یا نہیں اپنی بیٹیوں کے لیے۔ ہماری آپ کی جو بیویاں ہیں یہ بھی کسی کی بیٹیاں ہیں یا نہیں یا یہ ایسے ہی آسمان سے گری ہیں۔ یہاں بھی وہی سوچئے کہ ماں باپ کا دل کتنا غمگین ہوتا ہے جب وہ جاکر بیان کرتی ہیں کہ آپ کا داماد مجھے اچھی طرح نہیں رکھتا، تکلیف دیتا ہے۔

لہذا دوستو! اس نے معاف کر دیا کہ یا اللہ یہ آپ کی بندی ہے چند دن کے لئے مجھے ملی ہوئی ہے۔ کچھ دن بعد تو ہم ہوں گے نہ یہ ہوگی سب قبروں میں لیٹے ہوں گے۔ یا اللہ میں آپ کو خوش کرنے کے لئے آپ کی بندی سمجھ کر اس کی خطا کو معاف کرتا ہوں۔ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وعظ میں بیان کرتے ہیں کہ جب اس کا انتقال ہوگیا تو ایک اللہ والے نے اس کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ اے بھائی تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔ اس نے کہا کہ میرے بڑے گناہ تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک دن تُو نے میری بندی کی خطا کو معاف کیا تھا اس کے بدلے میں آج میں تجھ کو معاف کرتا ہوں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھانجے حضرت مسطح رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوگئے ان کی ایک غلطی پر، اور قسم کھالی کہ میں ان کو خیر خیرات نہیں دوں گا اور زندگی بھر نہیں بولوں گا۔ چونکہ یہ بدری صحابی تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی سفارش نازل فرمائی کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کو ایک دفعہ مقبول بناتا ہے پھر اس کو کبھی مردود نہیں کرتا۔ ہم لوگ تو دوست بنا کر پھر مردود کر دیتے ہیں کیونکہ ہم کو علم نہیں ہوتا مستقبل میں کسی کی وفاداری کا۔ اللہ تعالیٰ اسی کو مقبول بناتے ہیں جو

علم الٰہی میں ہمیشہ مقبول اور وفادار ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ماضی حال مستقبل سب کا علم ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے سفارش نازل فرمائی

اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ (پارہ ۱۸ سورۂ نور)

اے ابوبکر صدیق کیا تم محبوب نہیں رکھتے کہ تم میرے اس بندہ کو معاف کر دو جو بدری صحابی ہے۔ جنگ بدر لڑ چکا ہے جس کو میں نے اپنا مقبول بنایا۔ غلطی اس سے بے شک ہو گئی لیکن میں اس کو معاف کرتا ہوں۔ کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ تم بھی اس کو معاف کر دو اور قیامت کے دن اللہ تم کو بخش دے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

وَاللّٰهِ اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لِیْ

خدا کی قسم میں محبوب رکھتا ہوں کہ اللہ مجھے قیامت کے دن بخش دے۔ میں مسطح کو معاف کرتا ہوں اور پہلے سے زیادہ ان پر احسان کروں گا۔

حضرت مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے ایک جگہ بیٹھ کر وضو شروع کیا، پھر وہاں سے اٹھ کر دوسری جگہ بیٹھ گئے پھر وہاں سے ہٹ کر تیسری جگہ۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت یہ کیا معاملہ ہے۔ فرمایا کہ وہاں چیونٹیاں تھیں وضو کے پانی سے وہ منتشر ہو جاتیں، ان کا تمدن ادھر اُدھر ہو جاتا جس سے ان کو اذیت پہنچتی۔ یہ ہیں اللہ والے جو چیونٹیوں کو بھی اذیت نہیں دیتے

دوستو! اس لئے عرض کرتا ہوں کہ اپنی اپنی بیویوں سے معافی مانگ لیجئے۔ ابھی سویرا ہے۔ قیامت کا دن بہت کڑا دن ہوگا۔ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر مجھ سے کوئی اذیت پہنچ گئی ہو، غصہ میں کچھ کہہ دیا ہو تو اس کو معاف کر دو۔ اور رہ گیا یہ کہ وہ ہمیں کیوں ستاتی ہیں تو سمجھ لیجئے کہ اگر عورتوں کا مجمع ہوتا تو ان کے سامنے میں آپ کی طرف داری کرتا۔ ان کو سمجھاتا کہ اپنے شوہروں کی عزت کرو۔

ان کو ناراض مت کرو ورنہ تمہاری کوئی عبادت قبول نہیں ہوگی لیکن اس وقت تو آپ ہمارے ہاتھ لگے ہوئے ہیں، اس لئے مقصد آپ کے خلاف دعوت ہے تاکہ عورتوں کی طرف سے ان کی جو حق تلفی ہو جاتی ہے اس کا تدارک ہو سکے اور بیویوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنے اور ان کی ایذاؤں کو برداشت کرنے پر دو واقعات پیش کئے دیتا ہوں جن میں بڑی نصیحت ہے۔ اگر بیوی ستاتی ہے، اس کے مزاج میں غصہ ہے، کڑوی کڑوی بات سنا دیتی ہے تو اس کو برداشت کیجیے آپ اللہ کے پیارے ہو جائیں گے مثال کے طور پر آپ کی بیوی کڑوی زبان والی ہے لیکن وہ ماشاء اللہ آپ کو شریف مل گیا اور آپ کی بیوی نے شکر کیا کہ میں کڑوی بات کہتی ہوں ستا دیتی ہوں، غصہ بھی مجھ میں بہت ہے لیکن ابا آپ کے ابا تو فرشتہ ہے فرشتہ مجھ سے کبھی کوئی بدلہ نہیں لیتا بلکہ مسکرا کر رہ جاتا ہے کچھ نہیں کہتا۔ دوستو! ہم لوگ سینہ میں دل رکھتے ہیں۔ دل پر ہاتھ رکھ کر بتایئے کہ ابا کا دل کیا کہے گا۔ کیا اس کا دل نہیں چاہے گا کہ کوئی بلڈنگ ہوتی تو اس کو لکھ دیتا، کار ہوتی تو اس کو دے دیتا۔ اللہ تعالیٰ کی جو بندیاں کڑوے مزاج والی ہیں، غصہ والی ہیں ان کی کڑوی باتوں کو جو برداشت کرتے ہیں تو دنیا بھی ایسے بندوں سے ایسی خوش ہو جاتی ہے کہ ان کو نسبت مع اللہ کا تعلق مع اللہ کا نسبت اعلیٰ مقام عطا فرماتا ہے۔ پتا چلا بہت بڑا ولی اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو بناتا ہے

اب دو واقعات سنا کر تقریر ختم کرتا ہوں۔ میرا ارادہ تو مختصر بیان کا تھا، لیکن آپ حضرات کی برکت سے مضمون آ گئے اور یہ بھی سوچئے کہ کراچی سے یہاں کا فاصلہ کتنا ہے یہاں بار بار آنا آسان نہیں۔ اور آپ میری زبان سمجھ پائیں گے نہیں آپ کے کان پڑے گا۔ زبان کراچی کی ہے کان ساؤتھ افریقہ کے ہیں۔ لہٰذا اگر دیر ہو گئی تو کیا تعجب ہے۔ میرے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی

صاحب نے بزرگوں کے دو واقعات سنائے تھے وہ بھی سن لیجئے۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ اتنے نازک مزاج تھے کہ بادشاہ آیا اور پانی پی کر صراحی پر پیالہ ٹیڑھا رکھ دیا۔ حضرت نے صبر کر لیا لیکن سر میں درد ہو گیا۔ کچھ دیر بعد عرض کیا کہ حضور میں چاہتا ہوں کہ خدمت کے لئے آپ کو کوئی نوکر دے دوں۔ اس کی تنخواہ بادشاہی خزانہ سے دیں گے۔ فرمایا کہ بھائی اب تک تو میں نے صبر کیا لیکن اب برداشت نہیں ہے۔ جب آپ کو صراحی پر پیالہ رکھنا نہیں آتا، پیالہ کو ٹیڑھا رکھ کر میرے سر میں درد کر دیا تو آپ کے نوکر کا کیا حال ہوگا۔ بس معاف کیجئے۔ آپ نوکر نہ دیجئے۔ اتنے نازک تھے۔ اگر نماز پڑھنے کے لئے دہلی کی جامع مسجد جاتے ہوئے راستے میں چارپائی ٹیڑھی پڑی ہوئی دیکھی تو سر میں درد۔ وضو کی رضائی میں اگر سلائی ٹیڑھی ہو گئی تو سر میں درد۔ ان کو الہام ہوا کہ اے مظہر جان جاناں تو بڑا نازک مزاج ہے۔ میری ایک بندی ہے، زبان کی بہت کڑوی ہے، اگر تو اس سے شادی کرلے اور اس کے ساتھ نباہ کرے تو میں سارے عالم میں تیرا ڈنکا پٹوا دوں گا۔ تجھ کو تو ایسی عزت دوں گا کہ ساری دنیا میں تیرا نام ہو جائے گا، تجھ سے دین کا زبردست کام لوں گا۔ فوراً جا کر شادی کر لی۔ اب صبح و شام صلوٰتیں سن رہے ہیں۔ صلوٰتیں یعنی ٹیڑھی ٹیڑھی کڑوی کڑوی باتیں۔ لیکن کیا نام ملا۔ ان کے خلیفہ شاہ غلام علی اور ان کے خلیفہ ہوئے مولانا خالد کردی شامی۔ ان ہی کے سلسلہ میں مفسر عظیم علامہ سید محمود بغدادی داخل ہوئے اور ان ہی کے سلسلہ میں علامہ شامی ابن عابدین بیعت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا ڈنکا پٹوا دیا۔

ایک طالب علم نے کہا کہ آج میں نے آپ کے بیٹے کی اماں کو آپ کو بہت برا بھلا کہہ رہی تھی۔ آپ نے کیوں ایسی عورت سے شادی کی حضرت

مرزا مظہر جان جاناں نے فرمایا کہ بے وقوف اس کی کڑوی کڑوی باتوں کو برداشت کرنے سے اللہ نے مجھ کو اتنا تعلق، اتنا قرب عطا کیا ہے کہ آج سارے عالم میں میرا ڈنکا پٹ رہا ہے۔ مجھے اللہ نے ایسی عزت دی جس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ مخلوق کی ایذاء پر صبر سے اللہ تعالیٰ تو مرتبے بھی بہت بڑے دیتے ہیں۔

دوسرا واقعہ سنئے۔ ایک بزرگ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ مجھ کو کوئی کرامت دے دے۔ یہ تیری بندی بہت کڑوی کڑوی بات کرتی ہے۔ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔ آپ کوئی کرامت دے دیں تاکہ میں اپنی بزرگی کا رعب اس پر جما دوں اور پھر یہ مجھ کو ولی اللہ سمجھ کر میری بددعا کے ڈر سے مجھے نہیں ستائے گی۔ آسمان سے آواز آئی کہ اپنی چارپائی پر بیٹھ جا ہم فرشتوں کو حکم دے دیں گے۔ چارپائی کے ساتھ اس کے اوپر سے اڑ جا۔ پھر اس کو بتا دے کہ دیکھ میں نے تجھ کو کیسی کرامت دکھائی۔ اب تو مجھے بزرگ مان لے اور مجھے مت ستا۔ چارپائی پر بیٹھتے ہی وہ چارپائی اڑنے لگی صحن کے اوپر سے اڑا اور بیوی کے اوپر صحن پر خاص طور سے کئی دفعہ اڑ کے دکھایا پھر آکر پوچھا کہ تم نے آج کوئی بزرگ دیکھا۔ کہا کہ آج ایسے بزرگ دیکھے جو آسمان پر اڑ رہے تھے میرے صحن پر سے کئی دفعہ گزرے۔ بزرگ ان کو کہتے ہیں۔ ایک تو ہے کہ خواہ مخواہ بزرگ بنا ہوا ہے، ہر وقت مصلّے پر دھرا ہوا ہے۔ کبھی تو نے بھی اڑ کر دکھایا۔ ان بزرگ نے کہا کہ وہ نالائق میں ہی تھا۔ خدا نے آج مجھے کرامت دی۔ تو کہتی کیا ہے ارے توبہ توبہ۔ جب ہی تو میں کہوں کہ ٹیڑھا ٹیڑھا کیوں اڑ رہا تھا۔ دیکھی آپ نے نکتہ چینی؟ آتے ہی نکتہ چینی لگا دی، تو نکتہ چینی نہیں، دیا ان کو زبردست ایک کرنٹ لگایا کہ فِيْهِ نَظَرٌ ارے تم تھے جب ہی ٹیڑھے ٹیڑھے اڑ رہے تھے۔ یعنی کرامت کو بھی اس نے گڑبڑ کر دیا۔

ایک واقعہ اور یاد آگیا وہ بھی سن لیجئے۔ شاہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ تھے۔ صاحبِ کرامت تھے۔ ایک ہزار میل سے ایک شخص ان سے مرید ہونے آیا۔ شیخ جنگل میں لکڑیاں لینے گئے تھے۔ اس نے گھر کے باہر سے ان کی اہلیہ سے پوچھا کہ شیخ کہاں ہیں۔ اندر سے آواز آئی کہ ارے وہ شیخ کہاں ہیں مسخ ہیں۔ وہ بالکل بزرگ نہیں ہیں خواہ مخواہ تم لوگ چکر میں پھنسے ہوئے ہو۔ رات دن تو میں اس کے ساتھ رہتی ہوں میں خوب جانتی ہوں، تم کیا جانو۔ اب وہ بے چارہ تو رونے لگا کہ یا اللہ میں ایک ہزار میل سے ان کو بزرگ سمجھ کر آیا ہوں اور یہ عورت کیا کہہ رہی ہے۔ محلہ والوں نے کہا کہ یہ عورت بہت بدتمیز ہے۔ یہ ان کا ظرف ہے جو اس کو برداشت کر رہے ہیں۔ جاؤ جنگل میں جاکر شیخ کو تلاش کرو۔ جنگل گئے تو دیکھا کہ شاہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ شیر پر بیٹھے ہوئے آرہے ہیں اور لکڑیوں کا گٹھر بھی اس کی پیٹھ پر لادے ہوئے ہیں اور سانپ کا کوڑا ہاتھ میں ہے۔

اس شخص کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ شاید تم میرے گھر سے ہو کر آرہے ہو جو تمہارا چہرہ اترا ہوا ہے، بیوی سے کچھ شکایت سنی ہوگی اس کا خیال مت کرو۔ میں جو اس سے نباہ کر رہا ہوں اور اس کی بدزبانی اور کڑوی باتوں کو برداشت کر رہا ہوں اسی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ کرامت دی ہے کہ یہ شیر زیر میرے قبضہ میں ہے اور میں اس سے بیگاری کا کام لے رہا ہوں روزانہ اس پر لکڑی لاد کر لے جاتا ہوں اور یہ سانپ کا کوڑا اللہ نے مجھے دیا ہے جب شیر نہیں چلتا تو سانپ کے کوڑے سے اس کو مارتا ہوں۔ مولانا جلال الدین رومیؒ نے مثنوی میں اس قصہ کو بیان فرمایا اور اس موقع پر ایک شعر لکھا ہے جس کو مولانا شاہ عبدالغنی صاحبؒ پڑھا کرتے تھے اور مست ہو کر پڑھتے تھے ؎

گر نہ صبرم می کشیدے بارِ زن

اگر میرا صبر اس کڑوی زبان والی عورت کو برداشت نہ کرتا، اس عورت کی تلخ مزاجیوں کے بوجھ کو میرا صبر نہ اٹھاتا

کے کشیدے شیر نر بے گار من

تو بھلا یہ شیرِ نر میری بے گاری کرتا، میری مزدوری کرتا۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اسی کے صدقے میں دیا ہے۔

دوستو! میں یہی بات عرض کر رہا ہوں کہ بیویوں کے معاملے میں اچھے اخلاق سے پیش آئیے، ان کی کڑوی زبان کو برداشت کر لیجئے۔ نہ برداشت ہو تو تھوڑی دیر کے لئے گھر سے باہر چلے جائیے۔ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر بیوی کڑوی بات کر رہی ہو تو ایک گلاب جامن اس کے منہ میں ڈال دو تاکہ گالی بھی میٹھی میٹھی نکلے۔ عام لوگ ڈنڈے سے اس کو ٹھیک کرنا چاہتے ہیں حالانکہ بیویاں ڈنڈوں سے ٹھیک نہیں ہوتی ہیں۔

دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ بخاری شریف کی حدیث ہے

اَلْمَرْاَۃُ کَالضِّلَعِ

عورت مثل ٹیڑھی پسلی کے ہے۔ کیونکہ ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ لہٰذا اس میں کچھ نہ کچھ ٹیڑھا پن تو رہے گا۔

اِنْ اَقَمْتَھَا کَسَرْتَھَا

اگر ان کو سیدھا کرو گے تو توڑ دو گے، طلاق تک نوبت پہنچ جائے گی۔

وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِھَا اسْتَمْتَعْتَ بِھَا وَفِیْھَا عِوَجٌ

اور اگر تم اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو فائدہ اٹھاؤ اور اس میں ٹیڑھا پن رہے گا جس طرح ٹیڑھی پسلی سے فائدہ اٹھا رہے ہو یا نہیں یا کسی ڈاکٹر کے پاس

کہنے کو میری پسلی کو سیدھا کر دو۔ اسی طرح عورت کے ٹیڑھے پن کے ساتھ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ اس سے راحت بھی مل جائے گی، اولاد بھی اس سے ہو جائے گی۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی ولی اللہ اس سے پیدا ہو جائے جو قیامت کے دن آپ کی مغفرت کا ذریعہ ہو۔

وَعَسٰٓی اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ (پارہ ۲ سورہ بقرہ)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بعض چیز کو تم ناپسند کرتے ہو اور اس میں تمہارے لئے خیر ہوتی ہے۔ تم سمجھ رہے ہو کہ اس کی ناک چپٹی ہے، اس کا رنگ کالا ہے، مجھے حسین ملنی چاہئے تھی لیکن ہو سکتا ہے کہ اس کے پیٹ سے اللہ تعالیٰ کوئی ولی اللہ عالم حافظ پیدا کر دے جو قیامت کے دن آپ کے کام آئے۔ اس لئے صورت پرست نہ بنیے۔ بعض وقت زمین کالی اور خراب ہوتی ہے مگر اس سے غلہ بہت بہترین نکلتا ہے۔ کالی کلوٹیوں سے ولی اللہ پیدا ہو گئے اور گوری چٹیوں سے بعض وقت شیطان پیدا ہوئے۔ اس لئے بیویوں کو حقیر مت سمجھئے، رنگ و روپ مت دیکھئے، جیسی بھی ہیں ان سے نباہ کیجئے۔ اگر ان سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو ان کے فطری ٹیڑھے پن کو برداشت کرنا پڑے گا حدیث پاک کے الفاظ ہیں وَفِيْهَا عِوَجٌ۔

بخاری کی اس حدیث کی شرح میں علامہ قسطلانی فرماتے ہیں [ارشاد الساری ج ۸ صفحہ]

فِيْهِ تَعْلِيْمٌ بِالْاِحْسَانِ اِلَى النِّسَاءِ

اس حدیث پاک میں تعلیم ہے عورتوں کے ساتھ احسان کرنے کی

وَالرِّفْقِ بِهِنَّ

اور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آنے کی

وَالصَّبْرِ عَلٰى عِوَجِ اَخْلَاقِهِنَّ

اور ان کے اخلاقی ٹیڑھے پن پر صبر کرنے کی

لِاِحْتِمَالِ ضُعْفِ عُقُوْلِهِنَّ

کیونکہ ان کی عقل کمزور ہوتی ہے۔ جس کی عقل کم ہوتی ہے وہ جلدی لڑ جاتے ہیں۔ مردوں اور بچوں میں بھی دیکھئے جس کی عقل کم ہوگی وہ زیادہ لڑتا ہے۔ یہ بھی عقل کی کمی ہے اس لئے ان کی کوتاہیوں کو برداشت کیجئے۔ دیکھئے کتنی زبردست تعلیم اس حدیث میں دی گئی ہے کہ عورتوں کو سیدھا کرنے کی کوشش مت کرو۔ ان کے ٹیڑھے پن کو برداشت کرو۔

اور اب یہ آخری حدیث سنا کر مضمون کو ختم کرتا ہوں جس کو بہت لوگ شاید آج پہلی بار سنیں گے۔ تفسیر روح المعانی میں موجود ہے۔ اگر روح المعانی ہو تو جس وقت کہیں چاہیں ان کو دکھا سکتا ہوں۔ کوئی بات میری انشاء اللہ تعالیٰ بغیر دلیل نہیں ہوگی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں (روح المعانی ص۲۴ ج۵)

یَغْلِبْنَ کَرِیْمًا عورتوں کا مزاج ایسا ہے کہ جو شوہر کریم ہوتے ہیں، شریف ہوتے ہیں، جو انتقام نہیں لیتے، ڈنڈے نہیں مارتے بلکہ ڈنڈے کے بجائے انڈے ہی کھلاتے ہیں، ایسے کریم النفس شوہروں پر یہ غالب آجاتی ہیں۔ جانتی ہیں کہ بدلہ نہیں لے گا، گالی نہیں دے گا۔ اس لئے اس سے تیز زبانی سے بولتی ہیں کہ ہم نے تو تم سے کہا تھا کہ ایسا کپڑا لانا، تم کیسا لے آئے۔ میں نے پہلے سے کہا تھا تم چیتھڑے اٹھا لائے اور میں نے اچھے کپڑے کو کہا تھا تم چیتھڑے لے آئے اور میں نے کہا تھا کہ جائے کی پتی اچھی پیالیاں لانا تم ٹھیکرے لے آئے۔ چیتھڑے، پیتھڑے اور ٹھیکرے پر لڑ رہی ہے اور وہ بے چارہ شکر کرکے کچھ نہیں بولتا۔ یَغْلِبْنَ کَرِیْمًا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے الفاظ ثبوت ہیں کہ نیک، لائق اور کریم شوہر پر عورتیں غالب آجاتی ہیں
وَيَغْلِبُهُنَّ لَئِيمٌ اور کمینے لوگ ان پر غالب آجاتے ہیں جوتے لگا کر ڈنڈے
مار کر۔ بے چاری کمزور ہوتی ہیں۔ ان کا باپ بھائی کوئی وہاں ہوتا نہیں۔ کیا لات
دو گھونسے، دو دیئے آہ بھر کے بے چاری خاموش ہو گئی اور سارے ڈر کے پھر کبھی
ناز بھی نہ دکھایا حالانکہ یہ ان کا شرعی حق ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے عائشہ! جب تو ناراض ہوتی ہے
تو مجھے پتہ چل جاتا ہے۔ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ اے
رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کو کیسے پتہ چل
جاتا ہے کہ میں آج کل آپ سے ناخوش ہوئی ہوں فرمایا کہ جب تو مجھ سے ناراض
رہتی ہے تو کہتی ہے وَرَبِّ اِبْرَاهِیْمَ ابراہیم کے رب کی قسم میرا نام
نہیں لیتی اور جب مجھ سے خوش رہتی ہے تو کہتی ہے وَرَبِّ مُحَمَّدٍ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی قسم۔ تو ہنس پڑیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول آپ نے بالکل صحیح فرمایا (بخاری شریف ج ۲)

معلوم ہوا کہ عورتوں کو تھوڑا سا روٹھنے کا بھی حق حاصل ہے۔ اگر وہ منہ پھلا
لیں تو گھونسہ مار کر مت پچکائیے گلاب جامن منہ میں ڈال کر ٹھیک کیجئے۔ اگر
ناراض ہے اس کو خوش کیجئے۔ پوچھئے کہ کیا تکلیف ہے آپ کے حق میں مجھ
سے کیا کوتاہی ہو گئی۔ گلاب جامن چھپا کر لے جایئے، چپکے سے اس کے منہ
میں ڈال دیجئے۔ بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالنا سنت ہے یا نہیں۔ کبھی تو اس
پر بھی عمل کر لیجئے لیکن لقمہ سے مراد یہ نہیں کہ مرچیں ڈال دو کہ مرچوں سے اس
کو چیخ شروع ہو جائے۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

فَأُحِبُّ أَنْ أَكُوْنَ كَرِيْمًا مَغْلُوْبًا

یہ کون فرما رہا ہے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں کہ میں محبوب رکھتا ہوں کہ میں کریم رہوں چاہے مغلوب رہوں چاہے بیویاں مجھ سے بلند آواز سے بات کریں لیکن میں اپنی اخلاقی بلندیوں کے معیار کو گرنے نہ دوں اپنی اخلاقی بلندیوں کو قائم رکھوں، ان پہ کریم رہوں، ان کی باتوں کو برداشت کروں، اللہ کی بندیاں سمجھ کر ان کو معاف کر دوں۔

وَلَا أُحِبُّ أَنْ أَكُوْنَ لَئِيْمًا غَالِبًا

اور میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ میں کمینہ اور بد اخلاق ہو کر ان پر غالب آجاؤں اور میری اخلاقی بلندیوں میں نقصان آجائے

ایک مرتبہ ہماری مائیں ذرا کچھ زور سے بول رہی تھیں۔ کچھ نان ونفقہ کے بارے میں گفتگو فرما رہی تھیں۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے سب خاموش ہو گئیں۔ کیونکہ آواز سن لی تھی کہ آج ذرا تیز آواز سے باتیں ہو رہی ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی بندیو! میری ماؤں، تم نبی سے تیز آواز سے باتیں کرتی ہو اور عمر سے ڈر گئیں۔ تو کیا فرمایا ہماری ماؤں نے۔ ہماری ماؤں نے فرمایا کہ اے عمر تم سخت دل ہو اور ہمارا پالا رحمۃ للعالمین سے ہے ہمارا نبی رحمت سے پالا ہے تمہارے مزاج میں شدت ہے ہمارا نبی شدید نہیں ہے وہ رحمۃ للعالمین ہے، ناز اٹھانے والا ہے جب ہی تو ہم ان پہ ناز کرتے ہیں۔ (بخاری)

سبحان اللہ کیا بات فرمائی۔

بے چاری عورتیں کیا ناز کریں گی ایسے شوہروں پر کہ جن کو ذرا سی کوئی بات بری لگی اور ایک لگا دیا۔ اور عجیب بات ہے کہ دن بھر پٹائی کی اور رات کو گود میں لے کر بوسے لے رہے ہیں بتائیے کہ یہ انسان ہے یا جانور ہے کہ صبح تو ڈنڈے لگا رہا ہے

اور رات کو عبادت کا اعلیٰ مقام پیش کر رہا ہے۔ دن کو میز بنایا اور رات کو مجنوں بن گئے۔

دوستو! اگر کوئی ایسے حالات ہوں جیسے نماز نہیں پڑھتی تو علماء سے پوچھئے کہ کیا کروں۔ فضائل نماز اس کے سرہانے رکھ دیجئے یا روزانہ پڑھ کر سنا دیجئے لیکن ماربیٹ کا طریقہ ٹھیک نہیں جہاں تک ہو سکے برداشت کیجئے لیکن اگر کوئی ایسی سختی کی ضرورت پیش آ جائے تو میں منع نہیں کرتا، کچھ عادت بھی ہے لیکن دین کے معاملہ میں۔ جیسے وہ سینما دیکھنے کے لئے کہے اس وقت آپ سختی کریں۔ ٹی وی اور وی سی آر لانے کی فرمائش کرے تو آپ دین کے معاملہ میں نرم نہ پڑیں۔ کہہ دیں کہ ہرگز وی سی آر نہیں آئے گا، ہرگز گناہ کا کام ہمارے گھر میں نہیں ہوگا۔ اگر وہ بچوں کے لئے پلاسٹک کی بلی لے آئے تو بے شک تصویر کو گھر میں رہنے دیجئے لیکن ذرا حکیمانہ انداز سے کام لیجئے وہ حکیمانہ انداز یہ ہے جو میں نے دوستوں کو مشورہ دیا ہے کہ اگر وہ ڈربن (یہ جنوبی افریقہ کے شہر کا نام ہے جہاں) کی پلاسٹک کی بلی لائی ہے تو آپ لندن کا ہوائی جہاز لے آئیے اس سے زیادہ اچھی اور قیمتی چیز جو شرعاً جائز ہو بچوں کے سامنے لے آئیے مثلاً ہوائی جہاز ہے، ریل گاڑی ہے، گیند ہے لاکر بچوں کو دیجئے ورنہ اگر کچھ نہ دیا اور پلاسٹک کی بلی کے گلے پر آپ نے چھری پھیری تو بچے روئیں گے اور بیوی آپ سے لڑے گی کہ کل تک تو تم داڑھی منڈاتے تھے پتلون پہنتے تھے ایک چلہ تبلیغ میں لگا کر بڑے مولانا بن گئے۔ بڑے ظالم ہو بچوں کا دل دکھا دیا وہ رو رہے ہیں ان کا دل بہل رہا تھا وہ بھی تمہیں گوارا نہ ہوا۔ اس لئے کسی اچھی اور جائز اور اس سے بہتر چیز رکھنے سے پہلے بچوں کو بہلا دیجئے اس کے لئے مال خرچ کیجئے، کنجوسی نہ کیجئے، پھر پلاسٹک کی بلی کو چپکے سے غائب کر دیجئے، توڑ کر پھینک دیجئے۔ کیونکہ زندہ چیزوں

کہ تصویر رکھنے سے گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے چاہے جانور کی تصویر ہو یا آدمی کی ہو، چاہے ولی اللہ کی ہو، کسی کی تصویر رکھنا جائز نہیں سخت گناہ ہے۔

تو دوستو! یہ چند باتیں میں نے عرض کر دیں۔ آج آپ لوگ اپنی بیویوں کو ایک خوش خبری بھی سنا دیں کہ جنت میں تمہارا حسن حوروں سے زیادہ کر دیا جائے گا کیونکہ ان عورتوں کو یہ احساس کمتری ہے کہ ہماری شکل بگڑ گئی ہے، خوشی سے بدل جائے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ بڈھے کے بال تو سفید ہوتے ہیں لیکن اندر نفس کی داڑھی کے بال کالے رہتے ہیں۔ بڈھا بھی نہیں چاہتا کہ کسی بڑھیا سے شادی کروں، چاہتا ہے کہ کسی کم عمر سے ہی شادی اور کروں خود ستر سال کا ہے لیکن چاہے گا کہ شادی چالیس سال والی سے کروں کبھی نہیں کہے گا کہ ستر سال کی بڑھیا سے میری شادی کر دو۔ لہذا اب تو بیوی بڈھی ہو یا جیسی بھی ہو جس جس نے اپنی بیویوں کو رلایا ہو، ان کی آہ نکالی ہو، ان کے آنسو بہائے ہوں، آج جا کر ان سے معافی مانگ لے۔ ان سے کہئے کہ ان شاء اللہ اب میں تمہیں خالی بیوی سمجھ کر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی بندی سمجھ کر تمہارے ساتھ نہایت اچھے اخلاق سے پیش آؤں گا، جیسا کہ میں اپنی بیٹی کے لئے چاہتا ہوں کہ میرا داماد اس کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئے، اس کی خطاؤں کو معاف کرے آج سے میں تمہاری خطاؤں کو بھی ہمیشہ معاف کرتا ہوں اور تمہیں کبھی نہیں رلاؤں گا کبھی ناراض نہیں کروں گا۔ اس طرح سے اس کو خوش کر دیجئے اور صرف زبانی جمع خرچ ہی نہیں ستر روپیہ یا کم و بیش اس کو ہدیہ بھی دے دیں۔ صرف زبانی معافی کہ معافی چاہتا ہوں، معافی چاہتا ہوں اور ایک پیسہ بھی نہیں نکالا جاتا۔ یہ علامت بھی کنجوسی کی ہے۔ جیسا کہ مولانا رومیؒ نے لکھا ہے کہ ایک آدمی کا کتا بھوک سے مر رہا تھا اور وہ رو رہا تھا کہ ہائے میرا کتا مر رہا ہے دس سال کا پالا ہوا۔ ایک شخص نے کہا کہ تمہارے سر پر جو ٹوکرا

سے اس میں کیا ہے۔ اس نے کہا کہ روٹیاں ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ پھر یہ روٹی کیوں نہیں دے دیتے ہو اور رو رہے ہو کہ کتا بھوک سے مر رہا ہے۔ کہنے لگے کہ دیکھئے صاحب یہ آنسو تو مفت کے ہیں اور روٹیوں میں تو میرے پیسے لگے ہیں یہاں یعنی روٹیوں میں پیسے لگے ہیں آنسو مفت کے ہیں۔ تو یاد رکھئے ان کو کچھ ہدیہ پیش کیجئے۔

حکیم الامت نے کمالاتِ اشرفیہ میں ایک حق بیویوں کا یہ بھی لکھا ہے کہ ہر ماہ ان کو کچھ جیب خرچ دے دو اور پھر اس کا حساب نہ لو کہ تم نے کہاں خرچ کیا۔ اللہ نے جس کو جتنا دیا ہے اسی اعتبار سے کچھ ماہانہ مقرر کر دیں۔ اگر دس ہزار روپیہ کی آمدنی ہے تو ایک روپیہ مت پکڑائیے، اوس مت چٹائیے پچاس روپیہ دے دیجئے، سو روپیہ دے دیجئے بلکہ زیادہ دیجئے اور دے کر بھول جائیے اور اس سے کہہ دیجئے کہ تم کو اختیار ہے جہاں چاہو خرچ کرو، اس کا میں کوئی حساب نہیں لوں گا۔ یہ ماہانہ جیب خرچ اس کا حق ہے کیونکہ وہ مجبور ہے کما نہیں سکتی۔ اس کا جی چاہتا ہے کہ میرا بھائی آیا ہے غریب ہے اس کو ہدیہ دے دوں۔ اگر اس کے پاس کچھ نہ ہوگا تو کہاں سے دے گی اس لئے اس کے جذبات وخواہشات کی رعایت سے ساری زندگی آپ کے ساتھ پابند ہے، رفیقۂ حیات ہے آپ کے دروازہ سے، باہر نہیں جا سکتی، ساری زندگی تمہارا ساتھ دے رہی ہے اس لئے ہر طرح سے اس کی راحت و آرام کی رعایت ضروری ہے۔

ایک بات اور عرض کر دوں کہ ایک صاحب تھے جو دوسری عورتوں پر نظر ڈالتے تھے اور کم حسن کی وجہ سے اپنی بیوی کو حقیر سمجھتے تھے۔ ان کو ہیضہ ہو گیا چشم دید واقعہ بتا رہا ہوں۔ دست پر دست اور قے پر قے آنے لگی۔ ان کی عورت نے ان کا پیشاب پاخانہ دھویا۔ اتنی خدمت کی کہ جب

وہ شخص اچھا ہوگیا تو پھر رویا کہ اے میری بیوی تُو نے میرا پاخانہ دھویا جن عورتوں
کو ہم دیکھتے تھے کہ یہ کوئی عزت کا کام نہیں یہی کام تو تُو ہی آئی۔ ارے میاں
جب چار پائی پر بڈھا پڑا ہوتا ہے کوئی بیماری آجاتی ہے تو یہی بڈھی کام آتی
ہے اس لئے ان کو حقیر نہ سمجھئے۔ اگر آج سب حضرات نے اپنی بیویوں کے
ساتھ اچھے اخلاق سے رہنے کا ارادہ کرلیا اللہ پر نظر کرتے ہوئے کہ یہ اللہ
کی بندی ہے تو اختر کا آنا وصول ہوگیا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ دُعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ان
معروضات کو قبول فرمائے۔ اگر ایک وعظ بھی میرا قبول ہو جائے تو کراچی سے
یہاں تک آنے کی ساری تکلیف وصول ہو جائے۔

آج آپ وعدہ کریں کہ گھر جا کر اپنی اپنی بیویوں سے میری جو بات یاد رہے نقل
کردیں۔ الٰہ آباد میں جو ہندوستان کا ایک شہر ہے وہاں ایک بہت بڑے عالم نے
جو مولانا شاہ وصی اللہ صاحب کے عزیز بھی ہیں اور ایک بڑے ادارہ کے مہتمم ہیں،
انہوں نے اپنے یہاں بیان کرایا تھا۔ رات کو ان کی بیوی نے بھی میرا بیان سُنا تو اپنے
شوہر صاحب سے کہا کہ اتنے بڑے عالم ہو کر آپ نے کبھی نہیں یہ سُنایا کہ ہماری
شکلیں جنت میں حوروں سے زیادہ اچھی ہو جائیں گی۔ لہٰذا یہ مولانا جو آیا ہے جس
نے اتنی بڑی بشارت سُنائی ہے میں اس کو بہت عمدہ ناشتہ کرانا چاہتی ہوں یعنی
انڈے پراٹھے وغیرہ۔ تو دوستو۔ آج اپنی بیویوں کو یہی بات سُنا دو آپ لوگوں کو
کل بڑھیا ناشتہ ملے گا ان شاء اللہ تعالیٰ

بس دُعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے اور جو کچھ عرض کیا گیا ہے
اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور ہم سب کو اللہ والی زندگی عطا فرمائے۔ اے اللہ
نفس و شیطان کی غلامی سے نکال کر سو فیصد اپنی فرماں برداری کی زندگی اطاعت
کی بندگی، اللہ والی زندگی نصیب فرما دیجئے۔ ہمارے گناہوں کو معاف کر دیجئے

ہم نے آپ کی مخلوق میں کسی پر بھی ظلم کیا ہو، یک بیویوں بھی ہم سے کچھ گئی ہو ہماری نالائقی اور غفلت سے، یا بیویوں کو ہم نے ستایا ہو یا فرزندان دوروں کو یا ماں باپ کو ناراض کیا ہو تو ہم کو تلافی کی توفیق عطا فرما ان سے معافی مانگنے کے لئے رجوع کرنے کی توفیق عطا فرما، اپنی مخلوق کے معاملے میں ہمارے کفیل ہو جائیے قیامت کے دن ان سے معافی دلانے کے لئے کفالت قبول فرمائیے اور جو زندہ ہیں ان کے حقوق ادا کرنے کی اور ان سے معافی مانگنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ ہم سب کو اپنے حقوق میں بھی معاف کر دیجئے اور اپنی مخلوق کے حقوق میں بھی معاف کر دیجئے۔ اللہ ہم سب کو صاحب نسبت بنا دیجئے۔ جتنے لوگ یہاں بیٹھے ہیں اے اللہ کسی کو محروم نہ فرمائیے، اختر مسافر ہے، آپ مسافر کی دعا کو قبول فرماتے ہیں ہم سب کو صاحب نسبت کر دیجئے کسی کو محروم نہ فرمائیے، سب کو اللہ والا بنا دیجئے جو لوگ یہاں نہیں ہیں ان کو بھی اپنا بنا لیجئے۔ اے اللہ ہم سب کے خاندان والوں کو ہماری بیویوں کو بچوں کو اولاد کو بھی نیک بنا دیجئے اللہ والا بنا دیجئے، بچیوں کو اللہ والی بنا دیجئے، ہماری دنیا بھی بنا دیجئے آخرت بھی بنا دیجئے اللہ اس دعا کو قبول فرما لیجئے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم یا ذا الجلال و الاکرام یا ذا الجلال و الاکرام اللھم انت اللہ لا الہ الا انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد اللھم انک ملیک مقتدر ما تشاء من امر یکون اسعدنا فی الدارین وکن لنا ولا تکن علینا وانصرنا علی من بغی علینا واعذنا من ھم الدین وقھر الرجال وشماتۃ الاعداء وصل وسلم یا رب علی

نبیك محمد صلی الله علیه وسلم اللهم یا رجاء المؤمنین لا تقطع رجاءنا یارجاء المؤمنین لا تقطع رجاءنا یارجاء المؤمنین لا تقطع رجاءنا یا غیاث المستغیثین اغثنا یا معین المؤمنین اعنا یا محب التوابین تب علینا اللهم انا نسئلك من خیر ما سألك منه نبیك محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ونعوذبك من شر ما استعاذ منه نبیك محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وانت المستعان وعلیك البلاغ ولاحول ولا قوة الا بالله ولاحول ولا قوة الا بالله وصلی الله تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد واله وصحبه اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین ۃ

## گھریلو جھگڑوں سے بچنے کی تدبیر

فرمایا کہ خانگی مفسدات (گھریلو جھگڑوں) سے بچنے کی ایک عمدہ تدبیر یہ ہے کہ چند خاندان ایک گھر میں اکٹھے نہ رہا کریں کیونکہ چند عورتوں کا ایک مکان میں رہنا ہی زیادہ فساد کا سبب ہے۔

(ارشادات حضرت تھانویؒ صـ۱۲)

# میاں بیوی کے حقوق

میاں اور بیوی میں تعلقات کشیدہ ہونے کی اصل بُنیاد عام طور پر ایک دُوسرے کے حقوق ادا نہ کرنا ہے، اسی سے جھگڑے ہوتے ہیں اشتعال پیدا ہوتا ہے، اس لئے دونوں پر لازم ہے کہ ایک دُوسرے کے حقوق پہچانیں اور پھر ان تمام حقوق کو ادا کرنے کی از سرِ نو پوری پوری کوشش کریں، جہاں کہیں کوتاہی ہو رہی ہو کھلے دل سے اس کا اعتراف کریں اور جلد ہی اس کا تدارک کرلیں اگر یہ کرنے لگیں تو شاید ہی کوئی رنجش ہو۔ یہاں مختصراً دونوں کے چند شرعی حقوق ذکر کئے جاتے ہیں۔

## خاوند پر بیوی کے یہ حقوق ہیں:۔

۱: بیوی کے ساتھ خوش اخلاق سے پیش آنا۔

۲: اعتدال کے ساتھ اس کی ایذا پر صبر کرنا یعنی اگر بیوی سے کوئی خلاف طبع اور ناگوار بات صادر ہو تو اس پر صبر کرنا برداشت کرلینا اور نرمی سے اس کو سمجھا دینا تاکہ آئندہ وہ خیال رکھے معمولی معمولی بات پر غصہ کرنے سے پرہیز کرنا۔

۳: غیرت میں اعتدال رکھنا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ تو خواہ مخواہ بیوی سے بدگمانی کرے اور نہ بالکل اس کی طرف سے غافل ہو جائے۔

۴: خرچ میں اعتدال رکھنا، یعنی حد سے زیادہ تنگی نہ کرے اور نہ فضول خرچی کی اجازت دے، میانہ روی اختیار کرے۔

۵: حیض ونفاس کے احکام سیکھ کر بیوی کو سکھلانا، نماز پڑھنے اور دین پر چلنے کی تاکید رکھنا، بدعات ورسومات سے منع کرنا۔

۶: اگر ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ان میں حقوق برابر رکھنا۔

۷: بقدر ضرورت اس سے جماع (ہمبستری) کرنا۔
۸: بقدرِ ضرورت رہنے کے لئے مکان دینا۔
۹: کبھی کبھی بیوی کے محارم اور قریبی عزیزوں سے اس کو ملنے دینا۔
۱۰: اس کے ساتھ ہمبستری کی باتیں دوسروں پر ظاہر نہ کرنا۔
۱۱: ضرورت کے وقت بیوی کو مارنے اور تنبیہ کرنے کی جو حد شریعت نے بتلائی ہے اس سے زیادہ مار پیٹ نہ کرنا۔

## بیوی پر شوہر کے یہ حقوق ہیں:۔

۱: ہر جائز کام میں خاوند کی اطاعت کرنا، البتہ خلاف شرع اور گناہ کے کام میں معذرت کردے۔
۲: خاوند کی حیثیت سے زیادہ نان ونفقہ کا مطالبہ نہ کرنا۔
۳: شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں نہ آنے دینا۔
۴: شوہر کی بلا اجازت اس کے گھر سے نہ نکلنا
۵: شوہر کی بلا اجازت اس کے مال میں سے کسی کو نہ دینا۔
۶: اس کی بلا اجازت نفل نماز نہ پڑھنا اور نفل روزہ نہ رکھنا۔
۷: خاوند صحبت کے لئے بلائے تو شرعی ممانعت اور رکاوٹ کے بغیر انکار نہ کرنا۔
۸: خاوند کو اس کی تنگدستی یا بدصورتی کی وجہ سے حقیر نہ سمجھنا۔
۹: اگر خاوند میں کوئی بات خلاف شرع اور گناہ کی دیکھے تو ادب کے ساتھ منع کرنا۔
۱۰: اس کا نام لے کر نہ پکارنا۔
۱۱: کسی کے سامنے اس کی شکایت نہ کرنا۔
۱۲: اس کے سامنے زبان درازی اور بدزبانی نہ کرنا۔

۱۲۔ اس کے والدین کو اپنا مخدوم سمجھ کران کا ادب و احترام کرنا ان کے ساتھ لڑ جھگڑ کر یا کسی اور طریقے سے ایذا نہ پہنچانا۔
(دین کی باتیں و حقوق الاسلام)

## صالح بیوی

قرآن کریم کی رُو سے نیک بیوی وہ ہے جو مرد کی حاکمیت کو تسلیم کر کے اس کی اطاعت کرے، اس کے تمام حقوق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے پیٹھ پیچھے اپنے نفس اور مال کی حفاظت کرے، اپنی عصمت اور مال کی حفاظت جو امورِ خانہ داری میں سب سے اہم ہیں ان کے بجالانے میں خاوند کے سامنے اور پیچھے کا حال بالکل برابر رکھے یہ نہیں کہ خاوند کے سامنے تو اس کا اہتمام کرے اور اس کی عدم موجودگی میں لاپرواہی برتے۔ ایک حدیث میں اس کی مزید تشریح ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بہترین عورت وہ ہے کہ جب تم اس کو دیکھو تو خوش ہو اور جب اس کو کوئی حکم دو تو اطاعت کرے اور جب تم غائب ہو تو اپنے نفس اور مال کی حفاظت کرے۔" (معارف القرآن)

ایک اور حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"جو عورت اپنے شوہر کی تابعدار اور فرمانبردار ہو اس کے لئے ہوا میں پرندے، دریا میں مچھلیاں، آسمانوں میں فرشتے اور جنگلوں میں درندے استغفار کرتے ہیں۔"

(بحر محیط)